عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۲۷ صفر تا ۴ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۵

مولانا غلام غوث ہزاروی
حیات و خدمات

قانونِ ناموسِ رسالت
حقائق اور پروپیگنڈا

شاتمینِ رسالت اور اُن کے پشت پناہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید

قرآن کریم مسجد سے گھر لے جانا

س:...... ہماری مسجد میں ۷۰۰ قرآن ہیں' پڑھنے والے یومیہ صرف تیرہ آدمی ہوتے ہیں۔ رمضان میں لوگ نئے قرآن لاکر رکھ دیتے ہیں' الماری میں جگہ نہیں ہوتی' لہٰذا پچھلے سال کے قرآن بوری میں ڈال دیتے ہیں تاکہ سمندر میں ڈال دیا جائے' ہر مسجد میں کم وبیش یہی حال ہے۔ قرآن ضرورت سے زائد ہیں۔ ان کو بوری میں ڈالنے کے بجائے اگر لوگوں کے گھروں میں تقسیم کردیے جائیں تو لوگ منع کرتے ہیں کہ مسجد کا مال آپ گھروں میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسجد سے قرآن اٹھاکر لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں تاکہ بوری میں ڈالنے اور ضائع ہوجانے سے بچ جائیں؟ جب کہ یہ قرآن مکمل محفوظ ہوتے ہیں؟

ج:...... جو قرآن مجید مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں' باہر چھوٹے دیہات میں بھجوادیے جائیں جہاں قرآن مجید کی کمی ہوتی ہے۔

جھوٹا حلف نامہ داخل کرنے کا کفارہ

س:...... ایک مدت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں' آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں' قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں۔ میرا شمار ماہر ڈاکٹروں میں ہوتا ہے' کچھ عرصے پہلے تک میں دین سے نابلد تھا' تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا' وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا' اس کے بعد سے میری دنیا بدل گئی۔ حرام' حلال کا ادراک ہوا' آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں' پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے اور آپ نے جس طرح دوراندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں' میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بناکر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں' جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا' اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا' تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے' لاہور کے جھوٹے ایڈریس لکھے' اب آپ مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی' جھوٹے حلف نامے داخل کئے' جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے' اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا' نہ ہی داخلہ ملتا' اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے' اس کی کیا حیثیت ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل وعیال کو حلال کمائی کھلا سکوں۔

ج:...... آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے' ان کا آپ پر وبال ہوا' جن سے توبہ لازم ہے' جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے' اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔ جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے' اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور پر ڈاکٹری کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۳۰ ۲۷صفر تا ۴ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق کیم تا ۷فروری ۲۰۱۱ء شمارہ:۵

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا
تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عوامی اعتماد کو متزلزل کرنے کی کوشش	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
شاتمین رسول... اور ان کے پشت پناہ	۷	مولانا محمد ازہر مدظلہ
قانون ناموس رسالت... حقائق اور پروپیگنڈا	۱۱	انصار عباسی
مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ... حیات وخدمات	۱۶	محسن محمود ویروی
گورنر کا جنازہ	۱۹	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ
گستاخان رسول اور ان کا انجام (۲)	۲۳	ابن عمر فاروقی
نعت شریف	۲۷	سید امین گیلانی رحمہ اللہ

زرتعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جنت کے درختوں کی شان

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ آیتِ کریمہ: ”وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا“ (النساء:۵۷) کے ذیل میں فرماتے ہیں:

”یعنی دُنیا کے اشجار کا سا سایہ نہ ہوگا کہ خود سائے کے اندر بھی دُھوپ چھنتی ہے، وہ بالکل متصل ہوگا، اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں، جیسے ارشاد فرمایا: ”لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا“ پھر سایہ کے کیا معنی؟ کیونکہ سائے کے لئے مطلق کسی جسمِ نورانی کا ہونا کافی ہے، اور وہاں اس کا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سائے کا کیا فائدہ؟ یہ محض ضعیف ہے اس لئے کہ فائدے کا اس میں منحصر کرلینا خود بے دلیل ہے، ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف بنانا ہو، جیسے ماہتاب پر ابرِ رقیق آجاتا ہے۔ یا خود اس سائے کی حقیقت نوری ہو جیسا کہ گوہرِ شب چراغ کا سایہ، یا یوں کہا جاوے کہ ذرا سایہ ہی ہو بلاظلمت جیسے طلوعِ آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے، ایک آیت میں اس کو مشہور تفسیر پر ظل سے تعبیر فرمایا ہے: ”اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ“ اور سائے کی معرفت دُھوپ پر موقوف ہونے سے خود سائے کے وجود کا توقف دُھوپ پر لازم نہیں آتا۔“

(بیان القرآن، ج:۲، ص:۱۲۵)

اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ”وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”یعنی نہ دُھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگے گی، نہ اندھیرا ہوگا، صبح کے بعد اور طلوعِ شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے، ایسا معتدل سایہ سمجھو، اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔“

(تفسیر عثمانی، ص:۶۹۴)

سوم:... یہی اشکال اس حدیثِ پاک پر بھی ہوتا ہے کہ جنت میں دُھوپ ہی نہیں ہوگی تو درختوں کا سایہ کیسے ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں دُنیا کا معروف سایہ مراد نہیں بلکہ راحت و نعمت مراد ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اس درخت کا پھیلاؤ اس قدر وسیع ہوگا کہ تیز رفتار سوار اس کے نیچے ایک صدی تک چلتا رہے، تب بھی اس کے اطراف و حدود کو ختم نہیں کرسکے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ارشادِ نبوی: ”اس کے سائے میں چلتا رہے گا“ یعنی اس کی نعمت و راحت میں۔ عرب کہتے ہیں: ”عیشٌ ظلیلٌ“ (گھنی زندگی) یعنی راحت کی زندگی، اور بعض نے کہا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ سوار اس درخت کے اطراف میں چلتا رہے گا، اس سے اس درخت کے لمبا ہونے کی طرف اشارہ فرمایا، جیسے عرب کہتے ہیں: ”میں تیرے سائے میں ہوں“ یعنی تیری جانب ہوں۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ: اس تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اہلِ دُنیا کے عرف میں سایہ اس چیز کو کہتے ہیں جو سورج کی تپش اور گرمی سے بچائے، حالانکہ جنت میں نہ سورج ہوگا نہ گرمی کی تکلیف ہوگی۔“

(فتح الباری، ج:۶، ص:۳۲۶)

چہارم:... حدیث میں جس درخت کا ذکر ہے وہ جنت کا ایک خاص درخت ہے جسے ”شجرۂ طوبیٰ“ کہتے ہیں۔ مسندِ احمد (ج:۴ ص:۱۸۳)، تفسیر ابن کثیر (ج:۴ ص:۴۹۰) اور مجمع الزوائد (ج:۱۰ ص:۴۱۳) میں حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوضِ کوثر اور جنت کا ذکر فرمایا تو اعرابی نے کہا: کیا وہاں میوے بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور وہاں ایک درخت ہے جسے ”طوبیٰ“ کہا جاتا ہے۔ اعرابی نے کہا: وہ ہماری زمین کے کس درخت کے مشابہ ہے؟ فرمایا: وہ تیری زمین کے درختوں میں کسی کے مشابہ نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کبھی ملکِ شام گئے ہو؟ کہا: جی نہیں! فرمایا: شام میں ایک درخت کو ”جوزہ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ اس کے مشابہ ہے، اس کا تنا ایک ہوتا ہے، اور اُوپر سے اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اعرابی نے کہا: اس کے خوشے کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: اتنی مسافت کے ہوں گے کہ ابقع (سیاہ و سفید) کوا متواتر ایک مہینے تک اُڑتا رہے، درمیان میں دَم نہ لے۔ اعرابی نے کہا: اس کی جڑیں کتنی بڑی ہیں؟ فرمایا: اگر تیرے گھر کے اُونٹوں میں کوئی جوان اُونٹ چلتا رہے تو اس کی جڑوں کا احاطہ نہیں کرسکے گا، یہاں تک کہ بوڑھا ہوکر اس کی گردن ٹوٹ جائے۔ اعرابی نے کہا: کیا وہاں انگور بھی ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! کہا: اس کے دانے کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تیرے باپ نے اپنے ریوڑ میں سے کوئی بڑا بکرا ذبح کیا ہو اور اس کی کھال اُتار کر تیری ماں کے سپرد کی ہو کہ اس کو دباغت دے کر مویشیوں کے لئے پانی کھینچنے کا بڑا ڈول بنالو؟ اعرابی نے کہا: جی ہاں! ایسا ہوا ہے، فرمایا: وہاں انگور کے دانے اس بڑے ڈول کے برابر ہوں گے۔ کہا: پھر تو ایک دانہ مجھے اور میرے گھر والوں کو سیر کرسکے گا؟ فرمایا: ہاں! اور تیرے تمام قبیلے کو بھی۔

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں جو درخت بھی ہوگا اس کا تنا سونے کا ہوگا۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۵)

ادار یہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

تحریک ناموس رسالت پر

عوامی اعتماد کو متزلزل کرنے کی کوشش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تحریک ناموس رسالت جس کا اعلان ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو آل پارٹیز کانفرنس اسلام آباد میں ہوا، جس میں ملک بھر کی ۳۵ سے زائد مذہبی، سیاسی اور سماجی جماعتوں نے شرکت کی۔ اس اے پی سی میں طے شدہ امور اور فیصلوں کے مطابق ۲۴؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک بھر کی مساجد میں تحفظ ناموس رسالت قانون میں مجوزہ ترمیم کے خلاف مذمتی قراردادیں پاس کرائی گئیں اور مظاہرے کیے گئے، ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو پاکستان کی تاریخ میں واحد اور مثالی ہڑتال تھی جو پُرامن اور تشدد سے پاک پورے ملک میں رضا کارانہ طور پر کی گئی، اس کے بعد ۹؍جنوری ۲۰۱۱ء کو کراچی کی تاریخ کی سب سے بڑی ریلی نکالی گئی، اور بہت بڑا جلسہ کیا گیا، اس جلسہ میں شریک عوام کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تبت سینٹر سے لے کر شاہراہ قائدین اور گرومندر تک سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ اس تاریخی ہڑتال اور کامیاب جلسہ کو دیکھ کر مٹھی بھر سیکولر طبقہ، نام نہاد سول سوسائٹی پارٹی کی چند اوباش اور حیا باختہ خواتین کے علاوہ این جی اوز اور امریکی ایجنٹوں کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ حکومتی مشینری کے ذریعے اس تحریک کے نقش اور ثبت شدہ مثبت اثرات کو زائل کرنے کے لئے عوام کو گمراہ کرنے لگے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ حکومت اور علماء کے مابین دس رکنی کمیٹی پر اتفاق ہو گیا ہے، حقیقت کیا ہے؟ مندرجہ ذیل خبر کو پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ حکومت کیا چاہتی ہے؟ اور پاکستانی قوم کو مزید کیوں پریشان رکھنا چاہتی ہے؟

> ”کراچی (اسٹاف رپورٹر، خبر ایجنسیاں، ٹی وی) قانون ناموس رسالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی، لیکن کسی فرد یا جماعت کو یہ قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ کراچی میں وزیر داخلہ رحمان ملک اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان کی صدارت میں تمام مکتبہ فکر کے اجلاس میں اس بات کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ گستاخی کے الزامات کی چھان بین کے لئے تمام مکاتب فکر کے دو دو علماء پر مشتمل ۱۰ رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اجلاس میں اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ موجودہ صورت حال میں ملک مزید بدامنی کا متحمل نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس سے فائدہ اٹھا کر دشمن ملک میں افراتفری پیدا کرسکتا ہے۔ اجلاس میں شریک علمائے کرام نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ناموس رسالت پوری قوم کے لئے اہم ہے اور ہم حکومت کے ساتھ مل کر پُرتشدد کارروائیوں کے خاتمے اور معاشرے میں قیام امن کے لئے بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گے۔ اجلاس کے دوران پوپ بینی ڈکٹ اور پادری ٹیری جونز کی طرف سے قرآن پاک اور ناموس رسالت کے حوالے سے گستاخانہ حملوں اور پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے حوالے سے بھی امور پر بات چیت ہوئی۔ اجلاس کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے نظام مصطفیٰ کے سربراہ اور سنی رہبر کونسل کے رہنما حاجی محمد حنیف طیب نے کہا ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ موجودہ حالات کے تناظر میں ملک مزید کسی مسئلے پر بدامنی کا متحمل نہیں ہوسکتا، اس وقت انتہا پسند قوم کو مسائل میں الجھا کر

بدامنی پھیلا سکتے ہیں اور موقع سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کے دشمن بھی افراتفری کی فضا پیدا کر سکتے ہیں۔ وہ ہفتہ کو نیشنل کرائسز مینجمنٹ سیل کے دفتر کے باہر وزیر داخلہ رحمان ملک کے ہمراہ میڈیا سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام نے وزیر داخلہ اور گورنر سندھ کی طرف سے عوام کے جذبات کے پیش نظر علماء کرام سے میٹنگ کرنے کے عمل کو سراہا اور جلد ہی اسلام آباد میں علماء کرام کے ساتھ حکومت کے اعلیٰ ترین عہدیداران سے ملاقات کرانے کا یقین دلایا۔'' (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۶رجنوری ۲۰۱۱ء)

جب کہ جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر اور تحریک ناموس رسالت کراچی کے عظیم راہنما جناب قاری محمد عثمان حفظہ اللہ نے اس اجلاس کی روئیداد اور کارروائی کے بارہ میں یوں وضاحتی بیان دیا:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے اسلام کراچی سٹی کے امیر قاری محمد عثمان نے وضاحتی بیان میں کہا ہے کہ ہفتہ کو کراچی میں وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک اور گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان کی زیر صدارت علمائے کرام کے اجلاس میں تحریک ناموس رسالت کے خاتمے کے حوالے سے کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس قسم کے اجلاس ایسے فیصلے کر سکتے ہیں۔ اجلاس میں شرکت کی دعوت شہر میں حالیہ واقعات پر غور وخوض کے لئے دی گئی تھی مگر اس کا تاثر یہ دیا گیا کہ یہ اجلاس ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے حکومت اور علمائے کرام کے درمیان کوئی معاہدہ تھا جو کہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجلاس میں ہم نے واضح کیا کہ اس حوالے سے تحریک ناموس رسالت کی مرکزی قیادت ہی حتمی فیصلہ کر سکتی ہے۔ مطالبات کی منظوری تک تحریک جاری رہے گی۔ قاری عثمان نے مزید کہا کہ ہم نے اجلاس میں یہ بھی واضح کیا تھا کہ وفاقی وزیر شہباز بھٹی کی سربراہی میں قائم کمیٹی کے خاتمے، ترمیمی بل کی واپسی اور شیری رحمان کی رکنیت معطل کر دینے کے اعلانات جب تک صدر اور وزیر اعظم نہیں کرتے اور اس سلسلے میں مذہبی قیادت کو اعتماد میں نہیں لیتے تو اس قسم کے اجلاسوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجلاس میں علمائے کرام پر مشتمل کمیٹی نہیں بنی، ایسے ہتھکنڈوں سے تحریک کمزور نہیں ہوگی۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۱۷رجنوری ۲۰۱۱ء)

خدارا! حکومتی ارکان اس طرح کے بیانات دے کر کہ:

۱:.... ''جناب صدر نے اقلیتی امور کے وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی کی سربراہی میں قائم کمیٹی کو کام کرنے سے روک دیا۔''

۲:.... ''شیری رحمٰن کا قومی اسمبلی میں جمع کردہ بل داخل دفتر کر دیا گیا۔''

۳:.... اور اب وفاقی وزیر داخلہ جناب عبدالرحمٰن ملک کا کراچی میں امن وامان کے لئے بلائے گئے اجلاس کو ''توہین رسالت الزامات کی تحقیقات علماء سے کرانے کا حکومتی اعلان۔'' وغیرہ جیسے بیانات سے عوام میں تذبذب اور خلفشار کو بڑھاوا نہ دیں۔

نامعلوم حکومت کی کیا مجبوری ہے کہ وہ صاف گوئی سے کام نہیں لے رہی اور قوم کو کیوں اندھیرے میں رکھنا چاہتی ہے؟ جب پاکستانی قوم نے تحریک ناموس رسالت کے مطالبات کے حق میں ملک بھر میں پُرامن ہڑتال کر کے اپنی رائے حکومت کو بتا دی ہے اور جمہوری طریقے سے تحفظ ناموس رسالت قانون میں مجوزہ ترمیم کے خلاف ریفرنڈم کے انداز میں اپنا ووٹ تحریک ناموس رسالت کے حق میں دے دیا ہے تو حکومت ان مطالبات کے ماننے میں کیوں ہچکچا رہی ہے؟

آج علماء کرام، پاکستانی عوام اور تحریک ناموس رسالت کے قائدین آئین اور قانون کی حفاظت کے لئے تحریک چلا رہے ہیں اور ارباب اقتدار الٹے سیدھے بیانات دے کر قوم کو تقسیم در تقسیم اور مزید کرب وابتلا میں دھکیل رہے ہیں۔

پاکستانی عوام کا مطالبہ ہے کہ جناب صدر آصف علی زرداری صاحب اقلیتی امور کے وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی کی سربراہی میں بنائی گئی کمیٹی کو توڑنے کا دوٹوک اور واضح اعلان کریں۔

اسی طرح وزیر اعظم جناب سیّد یوسف رضا گیلانی، شیری رحمٰن کے قومی اسمبلی میں جمع کرائے گئے بل کو واپس لینے کا خود اعلان کریں تاکہ پاکستانی قوم مطمئن ہو اور سکون کا سانس لے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

شاتمینِ رسالت... اور اُن کے پشت پناہ

مولانا محمد ازہر مدظلہ

گزشتہ ماہ ننکانہ کی ایک عورت آسیہ مسیح کو ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد نوید اقبال نے امام الانبیاء، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر آئین کی شق ۲۹۵-سی کے تحت سزائے موت کا حکم سنایا۔ اس دفعہ کے تحت توہین رسالت کے مجرم کی سزا موت ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اس عموم سے دشمنان اسلام کی یہ دروغ گوئی بھی بے نقاب ہو جاتی ہے کہ یہ امتیازی قانون ہے اور اس کا نشانہ صرف اقلیتیں بنتی ہیں۔ بہرحال جونہی اس فیصلہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی، دشمنان اسلام نے اس فیصلہ پر چیخ و پکار شروع کردی۔ اس ضمن میں انتہائی افسوسناک بلکہ شرمناک کردار گورنر پنجاب نے ادا کیا، جنہوں نے جیل میں جاکر آسیہ مسیح سے ملاقات کی، اس سے معافی کی درخواست لی اور سزائے موت نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی۔

اسی پس منظر میں جامعہ خیرالمدارس کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زیدمجدہم کو ایک سوال نامہ موصول ہوا، جس میں قانون توہین رسالت کے متعلق بعض اشکالات کے جواب مطلوب تھے۔ مولانا نے وہ سوال نامہ احقر کو بھجوادیا، چونکہ سوالات عمومی نوعیت کے تھے اور عام مسلمانوں کو ان کے جوابات سے آگاہی ضروری تھی، اس لئے درج ذیل سطور میں اختصار کے ساتھ ان کا جائزہ حاضر ہے:

سوال: قانون توہین رسالت کب بنا اور برصغیر پاک وہند میں اس کی تنفیذ کب ہوئی؟

جواب: قیام پاکستان سے قبل انڈین پینل کوڈ میں ۲۹۵-اے ایک عام دفعہ تھی، جس کے تحت مسجدوں، مندروں، گردواروں کے مذہبی احترام اور مذہبی کتابوں، تقریبوں اور شخصیتوں کے خلاف اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں سے منع کیا گیا تھا اور خلاف ورزی کی سزا دو سال قید تھی۔ قیام پاکستان کے بعد اس دفعہ میں ایک ترمیم کی گئی۔ یہ ترمیم پاکستان کے پرچم کے بارے میں تھی۔ ۲۹۵-بی کے تحت پاکستانی پرچم کی توہین بھی جرم قرار دی گئی۔ ۱۹۸۰ء میں ۲۹۸-اے کے تحت امہات المومنینؓ، اہل بیتؓ، خلفائے راشدینؓ اور اصحاب رسولؐ کی بے ادبی یا توہین کرنے کی سزا تین سال قید مقرر کی گئی۔ گویہ سوال خود بخود پیدا ہوا کہ اگر اصحاب رسولؐ اور اہل بیتؓ کی بے ادبی پر سزا ہے تو اس مقدس ذاتؐ کی بے ادبی پر بھی سزا ہونی چاہئے، جن کی نسبت سے شرف صحابیت وعترت حاصل ہوتا ہے، جس پر سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ جناب اسماعیل قریشی نے شریعت کورٹ میں ایک پٹیشن دائر کی۔ ابھی اس پٹیشن پر فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ حال ہی میں سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدر بننے والی عاصمہ جہانگیر نے شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے، اس نے کہا تھا کہ اس ترقی یافتہ دور میں مسلمان ایک ''اُمّی'' کی امت ہونے پر فخر کرتے ہیں اور امی کا مطلب اس نے (Unletterd) لیا تھا، نقل کفر، کفر نباشد، جو قرآن وسنت اور تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے، اس لئے کہ امت کے اجماعی عقیدے کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کسی انسان وغیرہ سے کسب فیض نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم ''لدنی'' سے سرفراز فرمایا۔

عاصمہ جہانگیر کی اس گستاخی کے خلاف مولانا معین الدین لکھوی، وصی مظہر ندوی، شاہ بلیغ الدین، لیاقت بلوچ، بیگم نثار فاطمہ و دیگر ارکان اسمبلی نے تحریک پیش کی۔ اس موقع پر محرکین اور دیگر ارکان اسمبلی نے ایسی مدلل اور ایمان افروز تقاریر کیں کہ اسمبلی کے اسی سیشن میں پورے ایوان نے متفقہ طور پر دفعہ ۲۹۵ میں ایک خصوصی شق کے اضافے کو ضروری قرار دیا۔ اس وقت کے اقلیتوں کے پارلیمانی لیڈر کرنل ہربرٹ نے اپنی پوری جماعت کے ساتھ خصوصی ذیلی دفعہ شامل کرنے کی بھرپور تائید کی۔ یہ دفعہ ۲۹۵-سی کہلائی، جس کا متن یہ تھا:

> ''جو کوئی بھی عملاً، زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلاواسطہ اشارتاً یا کنایتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جاسکتی ہے۔''

اس شق میں توہین رسالت کے مجرم کے لئے عمر قید کی سزا قرآن وسنت کے منافی تھی، چنانچہ

فیڈرل شریعت کورٹ نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ۲۹۵-سی میں ترمیم کر کے عمر قید کے الفاظ حذف کر دیے، جو قانون توہین رسالت اس وقت پاکستان میں رائج ہے وہ درحقیقت فیڈرل شریعت کورٹ کے اسی فیصلے اور ترمیم کے بعد نافذ کیا گیا ہے۔ آئین میں ۲۹۵-سی کا اضافہ ۱۹۸۰ء میں پارلیمنٹ اور سینیٹ کے اجلاس نے متفقہ طور پر کیا، اس میں ایک ضروری ترمیم وفاقی شرعی عدالت نے تجویز کی۔ ایسے متفقہ قانون کو یہ کہہ کر مسترد کرنا کہ یہ ایک فوجی آمر کے دور میں پارلیمنٹ نے بنایا تھا، لہٰذا قابل قبول نہیں، دستور پاکستان کے ساتھ ایک مذاق کے مترادف ہے۔

سوال: کیا توہین رسالت پر موت کی سزا، قرآن کریم سے ثابت ہے اور کیا ہر سزا کا قرآن کریم سے ثابت ہونا ضروری ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ (یا اسلامی قانون) کتاب و سنت، اجماع امت اور قیاس شرعی کے مجموعے کا نام ہے۔ شریعت کا کوئی حکم جب ان مآخذ میں کسی ایک سے ثابت ہو تو وہ (درجات کے تفاوت کے ساتھ) شریعت ہی کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے، اس اصول کے مطابق ہر جرم کی سزا کا قرآن کریم سے ثابت ہونا ضروری نہیں، تاہم توہین رسالت کی سزا کو قرآن کریم میں واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''انما جزاء الذین یحاربون
اللّٰہ ورسولہ ....لھم خزی فی الدنیا
ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔''

(المائدہ:۳۳،۵)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے تگ و دو کرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔''

سورۂ احزاب میں فرمایا گیا:

''ان الذین یؤذون اللّٰہ
ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا
والآخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا۔''

(۲۶،۳۳)

ترجمہ: ''جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اس کے رسول کو ان پر لعنت کی اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔''

اہل اسلام کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ یا عمل قرآن کریم یا حکم خداوندی سے ہٹ کر نہیں ہے، اس اصول کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کو دیکھنا ہوگا کہ آپؐ نے ان آیات کی روشنی میں قرآن کریم کے منشا کے مطابق توہین رسالت کے مرتکب کو کیا سزا دی؟

اس پر بھی غور فرمالیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، آپؐ کے مزاج، طبیعت اور شخصیت پر حلم و رحمت کا غلبہ تھا، آپؐ خون کے پیاسوں کو قبائیں اور گالیاں دینے والوں کو دعائیں دینے کا حوصلہ رکھتے تھے، آپؐ نے فتح مکہ کے موقع پر ان لوگوں کو بھی معاف کر دیا جو کسی دلیل سے قابل معافی نہ تھے، اس عظیم معافی کے باوجود وہ چار افراد جو توہین رسالتؐ کے مرتکب ہوئے پیش کیے گئے تو ان کے قتل کا فیصلہ خاتم النبیینؐ نے خود کیا اور ان تین مردوں اور ایک عورت کو موت کی سزا دی گئی۔ یہ عورت ابن خطل کی لونڈی تھی، مکہ کی مغنیہ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ہجو پر مبنی گیت اس کا وتیرہ تھے، ابن خطل بھاگ کر کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹ گیا، مگر آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا: ''فاقتلوہ'' اسی حالت میں قتل کر دو۔ (ملاحظہ ہو بخاری، باب فتح مکہ اور سیرۃ النبیؐ، شبلی نعمانی، ص:۵۲۵، ج:۱) یہ محض ایک واقعہ نہیں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قانونی فیصلہ ہے جو امت کے لئے ہمیشہ کے لئے حجت ہے۔

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور بعد میں توہین رسالت کے مجرموں کو سزائے موت دی گئی؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں توہین رسالت کے مرتکب کی سزا بخاری شریف کے حوالے سے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس سلسلہ میں فقہائے امت میں علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''الصارم المسلول علی شاتم الرسولؐ''، علامہ تقی الدین سبکیؒ کی ''السیف المسلول علی من سبّ الرسولؐ'' اور علامہ ابن عابدین شامیؒ کی ''تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام'' چند معروف کتب ہیں جو اس اجماع امت کو محکم دلائل و شواہد کے ساتھ ثابت کرتی ہیں۔

دور نبوت کے بعد توہین رسالت کے جرم پر سزائے موت کی واضح نظیر اس دور میں ملتی ہے جب مسلمانوں نے اسپین کو فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کی فتح کے بعد پوپ نے شاتمین کے لئے ایک فدائی جتھہ ترتیب دیا تھا، اس کے افراد مسلم قاضیوں کی عدالت میں جا کر توہین رسالت کا ارتکاب کرتے۔ قاضی حسب شریعت ان کے قتل کا حکم دیتا، چنانچہ انہیں قتل کر دیا جاتا۔ پوپ کا مقصد یہ تھا کہ مسلم عدالتوں اور حکومتوں کے خلاف دوسری عیسائی یورپی قومیں بھی بھڑکیں گی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گی، لیکن مسلمان قاضیوں نے ایک کو بھی معاف نہیں کیا

اورتھوڑے عرصے میں پانچ سو شاتمین کے قتل کے بعد پوپ نے مایوس ہوکر یہ سازش ترک کردی۔

سوال: مغرب پرست دانشوروں کی رائے ہے کہ توہین رسالت پرموت کی سزا صرف مسلمانوں کے لئے ہے، کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: غیر مسلموں کا تحفظ اسلامی حکومت کا دینی فریضہ ہے، اللہ اور رسول نے ان کا ذمہ لیا ہے، اس لئے کوئی مسلمان ان کی جان، مال اور عزت کے درپے نہیں ہوسکتا، لیکن کسی غیر مسلم کو بھی یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ برسر عام جب چاہے قرآن اور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے حرمتی کا مرتکب ہو اور اس پر کوئی قانونی کارروائی بھی نہ کی جائے۔ دور نبوت میں ہرزہ سرائی کے جرم میں قتل ہونے والوں میں مقیس بن صبابہ، حارث بن طلاطل، ابن خطل، اس کی لونڈی، کعب بن اشرف یہودی، ابو عفک یہودی اور اسما بنت مروان یہودیہ..... سب کے سب غیر مسلم تھے۔ العیاذ باللہ! کوئی مسلمان گستاخی کرے تو وہ بھی مرتد ہوجائے گا۔ اسپین کی فتح کے بعد عیسائی شاتمین کو مسلمان قاضیوں کا سزا دینا بھی اس کا واضح ثبوت ہے کہ توہین رسالت کے جرم میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں۔ (زرقانی، طبقات ابن سعد)

قال الشیخ ابن تیمیہؒ فی ''الصارم المسلول''

''یقتل ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تقبل توبتہ سواء کان مسلماً او کافراً۔''

(کتاب الشفاء، قاضی عیاض مالکیؒ ص:۳۲۳)

قاضی عیاض مالکیؒ نے امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو قتل کردیا جائے گا۔ اس کی توبہ قبول نہیں، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

اسلام میں صرف پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت کو تحفظ نہیں دیا گیا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسا ہی تحفظ موجود ہے۔

دولت عثمانیہ کے شیخ الاسلام کے سامنے بشر نامی یہودی کا مقدمہ پیش ہوا کہ اس نے العیاذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت نسب کے بارے میں شرمناک الزام لگایا ہے۔ شیخ الاسلام نے اس پر توہین رسالت کی فرد جرم عائد کرتے ہوئے سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ (شامیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی پیغمبر کی توہین کی سزا موت ہے خواہ مرتکب مسلم یا غیر مسلم۔

سوال: سیکولر این جی اوز کی رائے کہ ''قانون توہین رسالت کا استعمال غلط طور پر کیا جاتا ہے، اس لئے اسے منسوخ کیا جائے'' کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون ایک غیر متنازع اور متفق علیہ معاملہ ہے، اسے اختلافی مسئلہ بنا کر پیش کرنا یا اس کے غلط استعمال کا واویلا کرکے اسے منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنا، اہل ایمان کے جذبات مجروح کرنے کی ناپاک سازش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قانون ملزم کو عوام کے رحم وکرم سے نکال کر قانون کے دائرے میں لاتا ہے اور عدلیہ کے فاضل ججوں کو بے لاگ اور عادلانہ فیصلے کا موقع فراہم کرتا ہے، عوام کے جذبات اور دخل اندازی کی گنجائش ختم ہوجاتی ہے، ملزم کو صفائی کا پورا موقع دیا جاتا ہے۔ کسی کے شاتم ہونے کا فیصلہ کوئی فرد یا عوام کا گروہ نہیں کرتا۔ اس لحاظ سے یہ قانون سب سے زیادہ تحفظ ملزم ہی کو فراہم کرتا ہے اور یہی اس کے نفاذ کا سب سے اہم پہلو ہے۔ مبینہ بدعنوانیوں کے نام پر ایک مبنی برحق قانون کی تنسیخ کا مطالبہ اسلام دشمنوں کی گہری سازش ہے، جو مسلمانوں کے ایمان اور جذبات سے کھیلنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس ملک کے تھانوں میں روزانہ ہزاروں جھوٹی ایف آئی آر درج ہوتی ہیں، بے گناہوں کو قتل کے الزام میں ملوث کیا جاتا ہے، جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں، مہنگے ترین وکیل کیے جاتے ہیں، ججوں کو خریدنے کی کوشش کی جاتی ہے اور بے گناہوں کی گردنوں میں پھانسی کے پھندے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ یہ ظلم وبربریت ہر کسی کے علم میں ہے لیکن آج تک کسی این جی اوز نے، انسانی حقوق کے علمبرداروں نے، سپریم کورٹ، ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ بار کے کسی صدر نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ کو ختم کیا جائے، یہ ظلم ہے، اس سے بے گناہوں کو پھانسیاں ہوتی ہیں، اس کے مقابلہ میں ۲۹۵-سی کا غلط استعمال نہ ہونے کے برابر ہے، تاہم قانون کا غلط استعمال جہاں کہیں بھی ہو، قانون اور عدل وانصاف کے معروف ضابطوں کے مطابق روکا جائے، نہ یہ کہ قانون ہی ختم کردیا جائے۔

سوال: اس قانون کی منسوخی کی جدوجہد کرنے والی این جی اوز، کن (Lobbies) کے اشاروں پر کام کرتی ہیں اور ان کا پس پردہ کیا ایجنڈا ہے؟

جواب: پاکستان میں قانون ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی منسوخی کا مطالبہ بیرونی امداد کے سہارے چلنے والی این جی اوز اور انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والے بعض ادارے کررہے ہیں، اُن کے پس پشت عیسائی اور قادیانی لابی اور سیکولر ذہنیت کے حامل سیاست دان ہیں۔ پیپلز پارٹی کے گورنر اور ترجمان کے شور وغل کا پس منظر یہی ہے۔ عالمی استعمار اور یہود ونصاریٰ بھی اس قانون کو ختم کرانا چاہتے ہیں تاکہ کلمہ گو مسلمانوں کے قلوب سے محبت رسولؐ کو کم یا ختم کیا جائے۔ ان کے ایجنٹ پاکستان میں اس قانون کی تنسیخ کا مطالبہ کرکے حرمت رسول کے عقیدے اور اساسِ ایمان کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے افراد، گروہوں اور جماعتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ معذرت خواہانہ رویہ کفر کی یلغار اور دشمنوں کی سازشوں کے آگے ہتھیار ڈالنے کے

مترادف ہوگا۔

سوال: کیا توہین رسالت کے مجرم کی سزا حکومتی سربراہ یا کوئی اور معاف کر سکتا ہے؟

جواب: قرآن وسنت کی واضح نصوص کے مطابق شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ جرم کرے تو بنابر ارتداد اور غیر مسلم کرے تو بنابر نقض عہد اس کا قتل فرض ہے۔ ایسا شخص بیت اللہ کے غلاف سے چمٹا ہوا ہو تو بھی ناقابل معافی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اسی حالت میں قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا، جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موذی رسول کو معاف نہیں فرمایا تو کسی اور کو معافی کا اختیار کیسے مل سکتا ہے؟

واضح رہے کہ اسلامی سزاؤں کو جاری کرنا حکومت کے ذمہ ہے، عوام از خود قانون کو ہاتھ میں نہ لیں، تاہم جب حکومت توہین رسالت جیسے جذباتی نوعیت کے جرم پر ایسا رویہ اختیار کرے جس سے عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ حکومت اس سنگین جرم کو جرم تصور نہیں کررہی اور نہ ہی مجرم کو سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس سے عوام کا اشتعال سخت حادثے کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔

بدقسمتی سے آسیہ مسیح کے مقدمہ میں یہی صورت پیش آئی کہ گورنر پنجاب کا جیل میں جاکر مجرمہ سے ملنا، اس کی حوصلہ افزائی کرنا، اس سے صدر کے نام معافی کی درخواست لکھوانا اور یہ اعلان کرنا کہ میں یہ درخواست خود صدر کو پیش کروں گا، ایسے اقدامات ہیں جن سے چشم پوشی ممکن نہیں، اگر گورنر یا صدر زرداری فراست سے کام لیتے تو اس کیس پر اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ ”ملزمہ کو ماتحت عدالت نے سزا سنائی ہے، قانون اسے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اپیل کا حق دیتا ہے وہ اپنا مقدمہ ان عدالتوں میں لڑے، ہمیں پاکستانی عدلیہ پر اعتماد ہے“ مگر شاید یہی وہ بات ہے جو پیپلز پارٹی والے کہنا نہیں چاہتے۔

سوال: اسلام میں توہین رسالت کے مجرم کی حمایت کا اور وکالت کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

جواب: توہین رسالت کے مجرم کی حمایت و وکالت بالواسطہ جرم کی حمایت و وکالت کے مترادف ہے۔ محبت رسول، ناموس رسالت اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک توہین رسالت کے مجرم پر آئینی و شرعی سزا جاری نہیں ہوجاتی کوئی مسلمان خود کو بری الذمہ نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور انسانیت کے محسنوں اور راہنماؤں کی عزت و ناموس کی حفاظت عقیدۂ توحید کی طرح لازمی ہے، جس کے بغیر مومن ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ امریکا اور یورپی ممالک ایسے مجرموں کو اپنے ہاں پناہ دیتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کا دشمن قرار دیا ہے، ان کی عداوتوں اور سازشوں کا سلسلہ چودہ سو سال سے جاری ہے، یہ بدبخت قرآن اور صاحب قرآن کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یورپ کے بعض ممالک مثلاً ڈنمارک، اسپین، فن لینڈ، جرمنی، یونان، اٹلی، آئرلینڈ، ناروے، نیدرلینڈ، آسٹریا وغیرہ میں آج تک مذہبی جذبات مجروح کرنے پر قانون پایا جاتا ہے۔ برطانیہ میں ملکہ کی توہین مذہبی جذبات مجروح کرنے کی تعریف میں آتی ہے۔ لیکن دوسری طرف جب کوئی کارٹونسٹ یا نام نہاد ادیب یا ادیبہ اسلام یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی و ہرزہ سرائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے ”آزادیٔ رائے“ کے نام پر جائز قرار دیا جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مغربی اقوام کے اسی منافقانہ رویے اور اسلام دشمنی نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و عداوت کے بیج بو دیے ہیں۔ اسلامی ممالک کے سربراہان کو حریت بیان اور آزادی رائے کے نام نہاد علمبرداروں پر یہ حقیقت جرأت کے ساتھ واضح کرنی چاہیے کہ کوئی شخص مسلمان ہو یا غیر مسلم، اسے یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ جب چاہے قرآن اور صاحب قرآن کی بے حرمتی کا مرتکب ہو اور اس پر کوئی قانونی کارروائی محض اس لئے نہ کی جائے کہ ایسا کرنے سے بعض ممالک ناراض ہوجائیں گے۔

☆☆............☆☆

یَا حَیُّ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی تالیف ”اسوۂ رسول اکرم ﷺ“ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام کی درخواست ہے۔

نیک بنو... نیکی پھیلاؤ / شیخ محمد عاطف پوری، اوکاڑہ [illegible]

قانون ناموس رسالت... حقائق اور پروپیگنڈا

انصار عباسی

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کو پاکستان میں موجود ایک مغرب زدہ سیکولر طبقہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے تاکہ قانون ناموس رسالت کو ختم کیا جاسکے۔ ایک انگریزی اخبار نے تو اس قانون کو ہی سلمان تاثیر کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ موم بتیاں جلا کر مقتول کو خراج تحسین پیش کرنے والے روشن خیالی کے علمبردار قانون ناموس رسالت کو انسانوں کا بنایا ہوا قانون کہہ کر جھٹلانے کی کوشش میں ہیں جیسا کہ وہ دوسرے اسلامی قوانین اور دینی شعائر پر مکمل عمل پیرا ہوں۔ قارئین کی راہنمائی کے لئے اس قانون کی شرعی حیثیت کے متعلق محترم علامہ ابتسام الٰہی ظہیر نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا:

''توہین رسالت کی سزا پاکستان کے قانون کے مطابق قتل ہے، کیا یہ سزا قرآن وسنت سے ثابت ہے؟ اس حوالے سے ایک نئی بحث اس وقت سامنے آئی جب آسیہ نامی عورت کو ڈسٹرکٹ کورٹ ننکانہ نے توہین رسالت کے جرم میں مجرم قرار دیا۔ اس واقعہ کے کافی عرصے کے بعد پنجاب کے مقتول گورنر سلمان تاثیر ڈسٹرکٹ جیل ننکانہ میں گئے، جہاں انہوں نے آسیہ سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد عدالتی فیصلے کو غلط قرار دیا اور قانون توہین رسالت کو کالا قانون قرار دیا۔ انہوں نے آسیہ کی معافی کی اپیل کو صدر پا[illegible]ن تک پہنچانے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔ بعض [illegible] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دے کر عام معافی کے فلسفے کو پروموٹ کرنے کی کوشش بھی کی اور دانستہ یا نادانستہ گورنر کی رائے کو بھی تقویت دینے کی کوشش کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس مسلمانوں کے لئے دنیا کے تمام رشتوں اور مال و متاع سے زیادہ اہم ہونی چاہئے اور قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے شخص کی بہت شدید انداز میں مذمت کی ہے۔ سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگ ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ کوثر کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: ''یقیناً تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔''

جہاں تک تعلق ہے توہین رسالت کی سزا کا تو میں سب سے پہلے اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اجتہادی نوعیت کا نہیں بلکہ قرآن وسنت کی نصوص سے ثابت یا واضح ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا قتل ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے میں سورۃ فرقان کی ان تین آیات کو پیش کرنا چاہتا ہوں:

اللہ تعالیٰ ۲۷ تا ۲۹ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''جس دن ظالم اپنے ہاتھ کو کاٹے گا اور کہے گا: اے کاش! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راستہ پکڑ لیا ہوتا، ہائے میری شامت، کاش! میں فلاں کو دوست نہ بناتا، البتہ اس نے مجھے نصیحت سے بہکایا، اس کے بعد جبکہ وہ میرے پاس پہنچ گئی اور شیطان انسان کو (عین وقت پر) تنہا چھوڑ جانے والا ہے۔''

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ، تفسیر جلالین، تفسیر ابن کثیر کے مطابق یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب ابی بن خلف کے اکسانے پر عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اور نبی نے اس کو تنبیہ کی کہ اگر تو مکہ کے باہر مجھے ملا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی جنگ کے موقع پر اس کو گرفتاری کی حالت میں قتل کیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے اور اپنے رسول سے جنگ کرنے والوں اور زمین پر فساد پھیلانے والوں کی سزا سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۳۳ میں بتلائی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا صرف یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف

سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو ملک سے باہر نکال دیا جائے۔ یہی ان کے لئے دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں فسادی کی سزا واضح طور پر قتل بتلائی گئی ہے۔ عرف عام میں فسادی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو خاندانوں اور برادریوں کے مابین الٹی سیدھی باتیں پھیلا کر اشتعال پیدا کرتا ہے، جس سے نفرتیں اور کدورتیں پیدا ہوتی ہیں اور بات دشمنی تک جا پہنچتی ہے۔ اس شخص سے بڑھ کر فسادی کون ہوسکتا ہے؟ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کر کے مسلمانوں کو طیش دلاتا ہے، حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض نام نہاد دانشور زنا، ڈکیتی اور قتل کرنے والے کو فساد فی الارض کا مرتکب قرار دیتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے اور ان کے عقیدے کی بنیاد پر حملہ کرنے والے کو فسادی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یقیناً توہین رسالت کا جرم ہر اعتبار سے قتل اور ڈکیتی سے زیادہ سنگین ہے۔

اسی طرح سورۂ توبہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین میں طعن کرنے والے شخص کے بارے میں کہا ہے کہ ایسا شخص اپنے عہد کو توڑنے کا مرتکب ہوتا ہے، یعنی مسلم ریاست کا غیر مسلم ریاست یا اپنی ریاست میں رہنے والی اقلیتوں سے جو امن کا معاہدہ ہوتا ہے، وہ دین میں طعن کرنے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور دین میں طعنہ دینے کی کوئی قسم بھی توہین رسالت سے بڑی نہیں ہوسکتی اور ایسا طعن کرنے والے کی سزا بھی اللہ نے قتل ہی تجویز کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اور اگر اپنے عہد کے بعد وہ اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں عیب لگائیں تو کفر کے علمبرداروں کو قتل کرو۔ یقیناً ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں شاید کہ وہ باز آجائیں۔"

یہ اور واضح دلیل ہے کہ دین میں طعن کرنے والا بندہ قتل کی سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر وہ قسمیں بھی اٹھائے تو اس کی قسم کو نہیں مانا جاسکتا۔

یہ تو قرآن مجید کے بعض مقامات ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا ثابت ہوتی ہے۔ جہاں تک تعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل یا اپنے دور کا تو بہت سے مصدقہ واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کی سزا موت ہے۔ بخاری شریف میں اس سلسلے میں دو احادیث وارد ہوئی ہیں۔

پہلی حدیث میں کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر ہے۔ کعب بن اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم اور آپ کی رضامندی کے ساتھ اس کو قتل کردیا، جب محمد بن مسلمہؓ یہ کام کر کے پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"وہ چہرے کامیاب ہوئے جنہوں نے یہ کام کیا اور جواب میں جناب محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا: اور آپ کا چہرہ بھی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کامیاب ہوا)۔"

دوسری حدیث میں ابو رافع یہودی کا ذکر ہے۔ یہ بدگو یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرکوبی پر عبداللہ ابن عتیقؓ کو مامور کیا تھا۔ عبداللہ بن عتیقؓ اس کو قتل کرنے کے لئے اس قلعہ میں داخل ہوئے، جہاں وہ مقیم تھا۔ اس قلعہ میں وہ اپنی دانست میں مکمل طور پر محفوظ تھا لیکن شمع رسالت کے پروانے نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اسے جہنم واصل کیا۔ واپس آتے ہوئے تیز رفتاری میں اندازے کی غلطی کی وجہ سے آپؓ سیڑھی سے نیچے گرے اور آپؓ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ہڈی پر ہاتھ پھیرا تو وہ اس طرح ہوگئی جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہیں تھی۔

سنن ابوداؤد اور نسائی شریف میں ایک نابینا صحابیؓ کا واقعہ موجود ہے، جنہوں نے اپنے دو بیٹوں کی ماں اور خدمت گزار لونڈی کو صرف توہین رسالت کے جرم کی پاداش میں قتل کردیا تھا۔ نابینا صحابیؓ اس کو تنبیہ کرتے رہے جب وہ باز نہ آئی تو انہوں نے گھریلو سطح پر کی جانے والی گستاخی کو بھی برداشت نہ کیا اور اس کا پیٹ چاک کردیا۔ معاملہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے کہا: گواہ رہو اس خون کا کوئی تاوان اور بدلہ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور ملعونہ اسماء بنت مروان کو عمیر ابن عدی نے توہین رسالت کے جرم میں قتل کیا تھا۔

فتح مکہ کے روز جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو و درگزر کے مقام بلند پر فائز تھے اور ہر کسی کو معاف کررہے تھے، آپ نے توہین آمیز شاعری لکھنے کی پاداش میں عبداللہ بن خطل اور اس کی غلیظ شاعری کو پڑھنے والی اس کی لونڈیوں کے قتل کا حکم جاری کیا۔ عبداللہ بن خطل کو اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ حرم شریف میں پناہ گزین تھا۔

یہیں ایک اور سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ کیا توبہ سے توہین کا جرم معاف ہوسکتا ہے؟ یقیناً سچی توبہ انسان کے اُخروی فائدہ کا سبب بن سکتی ہے لیکن دیگر جرائم کی طرح جب معاملہ عدالتی یا عوامی سطح پر آجائے گا تو دنیا میں اس کو اس جرم کی سزا سہنا ہی پڑے گی، جس طرح سچی یا جھوٹی توبہ سے زنا، قذف، چوری،

شراب اور قتل کی سزا معاف نہیں ہو سکتی تو ان سے کہیں زیادہ سنگین جرم کی سزا فقط توبہ سے کس طرح معاف ہو سکتی ہے؟

کہا جاتا ہے کہ ناموس رسالت کا قانون جنرل ضیاء الحق نے بنایا۔ یہ بھی پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس قانون کے متعلق کئی اور شکوک وشبہات بھی پیدا کئے جارہے ہیں۔ اس تناظر میں اس حوالے سے محترم محمد اسماعیل قریشی جنہوں نے ایک طویل جدوجہد اور قانونی جنگ کے بعد اس قانون کو موجودہ شکل دینے میں اہم کردار ادا کیا، کتاب ''ناموس رسول اور قانون توہین رسالت'' سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، جو اس سلسلے میں پیدا ہونے والے شکوک کو دور کرنے میں مدد دیں گے۔

''اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لئے سازشوں کا جال سارے ملک میں بچھا دیا۔ زرخرید ایجنٹوں کے ذریعہ یہاں کے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے لادینی لٹریچر بھی پھیلانا شروع کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک کمیونسٹ ایم (مشتاق) راج کا ذکر ضروری ہے جس کی اشتعال انگیزی قانون توہین رسالت اور اس کتاب کی تصنیف کا باعث بنی۔ اس کی خدمات روس کی حکومت نے حاصل کی ہوئی تھیں۔

ایم راج نامی ایک کٹر کمیونسٹ ایڈووکیٹ نے ۱۹۸۳ء میں (Heavenly Communisim) (آفاقی اشتالیت) ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی..... میں نے کتاب پڑھنا شروع کی۔ جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا، میری قوت برداشت جواب دیتی چلی گئی، مجھ پر غم وغصہ کی جو کیفیت طاری ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ساتھ تمسخر کیا گیا بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو ''مذہبی شیطان'' کہا گیا، انبیاء کرام علیہم السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کئے گئے اور انتہا یہ کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔ میں نے نہایت صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس کا اجلاس طلب کیا..... سب علماء کا متفقہ فتویٰ تھا کہ شاتم رسول واجب القتل ہے، لہٰذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو فوری طور پر ضبط کرلے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت کا قانون بنا کر اسے نافذ العمل کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی بھی بدبخت کو اہانت رسول کی جرأت نہ ہو سکے ... پاکستان کے قومی اخبارات نے بھی اس کی تائید کی اور اس کی حمایت میں اداریے لکھے۔ بالآخر اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلامیان پاکستان کے اس مطالبہ کا نوٹس لیا اور جناب شیخ غیاث محمد، سابق اٹارنی جنرل کی تحریک پر حکومت سے سفارش کی کہ توہین رسالت اور ارتداد کی سزا، سزائے موت مقرر کی جائے۔ اس کے باوجود حکومت وقت (ضیاء حکومت) نے اس نازک مسئلہ کو مستحق توجہ نہ سمجھا، لہٰذا راقم الحروف نے فیڈرل شریعت کورٹ میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور تمام صوبوں کے گورنرز کے خلاف اسلامی جمہوریت پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۰۳ کے تحت ۱۹۸۴ء میں اپنے ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان، سابق وزرائے قانون، سابق اٹارنی جنرل، ایڈووکیٹ جنرل، صدر لاہور ہائی کورٹ بار اور دیگر بار کونسلوں کے صدر صاحبان اور ممتاز شہریوں کو شامل کر کے شریعت پٹیشن نمبر ایل ار اے ۱۹۸۴ء دائر کی۔ مقدمہ کی سماعت کا آغاز راقم الحروف کی بحث سے شروع ہوا۔ عدالت نے عوام الناس کے نام نوٹس جاری کر دیئے۔ کمرہ عدالت اور اس کے باہر ہر روز عوام کا ہجوم اس مقدمہ کی کارروائی کی سماعت کے لئے موجود ہوتا۔ اس مقدمہ کی سماعت کے دوران عجیب وغریب واقعات پیش آئے، جن میں دو بڑے دلچسپ اور قابل ذکر ہیں۔ اس پٹیشن میں سابق جج لاہور ہائیکورٹ جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق بحیثیت مدعی ہمارے ساتھ شامل تھے جبکہ حکومت کی طرف سے ان کے صاحبزادے جناب جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے، جو اس وقت جسٹس رمدے ایڈووکیٹ جنرل تھے پیش ہوئے۔ میں نے عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس تاریخی مقدمہ میں باپ، بیٹا ایک دوسرے کے مقابل ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ لائق بیٹے نے شریعت پٹیشن کی مکمل طور پر حمایت کی اور تمام صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرلز نے بھی اس پٹیشن کی تائید میں دلائل پیش کئے اور عدالت سے درخواست کی کہ اس درخواست شریعت کو منظور کرلیا جائے۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ڈپٹی اٹارنی جنرل نے، جو حکومت پاکستان کی جانب سے پیش ہوئے، ہمارے اس موقف سے اتفاق کیا کہ شاتم رسول واجب القتل ہے، لیکن یہ قانونی اعتراض اٹھایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کو اس کی سماعت کا اختیار نہیں.... بہرحال فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا، اسی اثنا میں ایک اور سنگین واقعہ رونما ہوا۔ جولائی ۱۹۸۴ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ، جن کے شوہر ایک بڑے صنعت کار اور سرمایہ دار قادیانی ہیں، انہوں نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے معلم انسانیت حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جو سامعین اور امت مسلمہ کی دل آزاری کا باعث تھے، جس پر

سیمینار میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ جب یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو ورلڈ ایسوی ایشن آف مسلم جیورسٹس نے اپنے خصوصی اجلاس میں پاکستان کے تمام سربرآوردہ علماء اور وکلا کی جانب سے اس کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر شاتم رسول کے بارے میں سزائے موت کا قانون منظور کرے اور فیڈرل شریعت کورٹ سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ شریعت پٹیشن پر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ اسلامی جذبے سے سرشار خاتون مرحومہ آپا نثار فاطمہ نے اس قابل اعتراض تقریر کا قومی اسمبلی میں سختی سے نوٹس لیا اور راقم الحروف کے مشورے سے قومی اسمبلی میں تعزیرات پاکستان میں ایک مزید دفعہ ۲۹۵۔سی کا بل پیش کیا، جس کی رو سے شاتم رسول کی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے پیش نظر کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوسکی، البتہ وزیر قانون اقبال احمد خان کی طرف سے اس بل میں ترمیم کی کردی گئی کہ شاتم رسول کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہوگی۔ اس طرح دفعہ ۲۹۵-سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کردیا گیا۔ لیکن اس سے راقم الحروف مرحومہ آپا نثار فاطمہ، علماء کرام، وکلاء اور مسلمان عوام مطمئن نہیں تھے۔ اس لئے دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ میں ۲۹۵-سی کو راقم نے مسلم ماہرین قانون کی تنظیم کی جانب سے اس بناء پر چیلنج کردیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہے اور حد کی سزا میں کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو شروع ہوئی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی معاونت کی دعوت دی گئی۔

.... علمائے کرام کے علاوہ حکومت پنجاب کی جانب سے جناب خلیل الرحمن رمدے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، جو اب سپریم کورٹ کے آنریبل جج ہیں، حکومت سرحد کی جانب سے جناب جسٹس محمد اجمل میاں، جو اس وقت سپریم کورٹ کے فاضل جج ہیں، سندھ اور بلوچستان کی طرف سے وہاں کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل صاحبان نے بھی ہمارے موقف کی مکمل تائید اور حمایت کی۔ ملک کے ممتاز اسکالر مولانا سید محمد متین ہاشمی اور جناب ریاض الحسن نوری مشیر وفاقی شرعی عدالت نے عمر قید کی سزا کے اسلامی احکام سے منافی ہونے کے بارے میں موثر دلائل پیش کئے۔ سندھ کی حکومت نے بھی شاتم رسول کی سزا، سزائے موت کو تسلیم کیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا موقف تھا کہ سزا کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے، اسے فی الفور قتل کیا جائے۔

..... بالآخر وہ ساعت سعید بھی آگئی جب فیڈرل شریعت کورٹ نے متفقہ طور پر، اس گدائے شہہ عرب وعجم کی، پٹیشن منظور کرتے ہوئے توہین رسالت کی متبادل سزا عمر قید کو غیر اسلامی اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمر قید کی سزا کو دفعہ ۲۹۵-سی سے حذف کیا جائے، جس کے لئے حکومت کو ۳۰ اپریل سال ۱۹۹۱ء تک مہلت دی گئی، اس فیصلہ کے بعد پھر ایک عجیب مرحلہ پیش آیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت نے جو کہ نفاذ اسلام اور قرآن وسنت کے قانون کی بالادستی کا منشور لے کر برسراقتدار آئی تھی، سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ جس پر راقم نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو پیغام بھجوایا کہ حکومت اس اپیل کو فوری طور پر واپس لے ورنہ اس انتہائی حساس مسئلہ پر مسلمانوں کے جذبات اس حکومت کے خلاف مشتعل ہوجائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے توجہ مبذول کرانے پر فوری اور بروقت نوٹس لیا اور برسرعام اعلان کیا کہ اس اپیل کا انہیں قطعی علم نہ تھا ورنہ ایسی غلطی بھی سرزد نہیں ہوسکتی تھی، اگر اس جرم کی سزا، سزائے موت سے بھی سنگین تر ہوتی تو ہم اسے بہرصورت نافذ کرتے، چنانچہ ان کے حکم سے توہین رسالت کی سزائے موت کے خلاف سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لے لی گئی جو بوجہ دستبرداری خارج ہوگئی، جس کے بعد یہ قانون مکمل طور پر سارے ملک میں نافذ ہوگیا۔ اس طرح نہ صرف عاجز، مرحومہ آپا نثار فاطمہ اور مولانا سید محمد متین ہاشمی مرحوم کی بلکہ پوری امت مسلمہ کی دلی آرزو پوری ہوئی۔ اس فیصلہ کی بدولت حضور رسالت مآب ﷺ کی ایک ایسی سنت تازہ ہوئی جس پر تمام مسلمانوں کے ایمان کا دارومدار ہے، جس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ کے فاضل چیف جسٹس جناب گل محمد خان مرحوم اور ان کے تمام رفقاء جج حضرات بھی پوری امت مسلمہ کی جانب سے مستحق مبارکباد ہیں۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

...اسلامی قانون تعزیر میں کسی جرم کی جتنی سنگین سزا مقرر ہے، اسی قدر کڑی شرائط بھی اس کے ثبوت کے لئے درکار ہیں، چنانچہ حد کی سزا میں شہادت کا معیار عام شہادت کے معیار سے بہت زیادہ سخت اور غیر معمولی ہے۔ حدود کی سزا کے لئے ایسے گواہوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہوں... حد کی سزا کا ایک بنیادی رکن ملزم کی "نیت" ارادہ اور "قصد" ہے۔ ایسی تحریر یا تقریر جو انبیائے کرام علیہم السلام و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی نیت سے قصداً ہو تو اسے قابل مواخذہ جرم قرار دیا جائے گا۔

....اس کے علاوہ "شک" کا فائدہ بھی اسلامی قانون کی رو سے ملزم کو پہنچتا ہے۔ رسول اکرم کی خود بھی وہ حدیث مبارک ہے، جس میں حکم دیا گیا ہے: "ادرؤ الحدود بالشبھات ... حدود کی سزاؤں کو شبہات کی بنا پر ختم کیا جائے۔ سال ۱۹۹۱ء سے اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد سے آج تک کسی ایک شخص کو پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے قانون توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت نہیں دی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قانون توہین رسالت ان تمام لوگوں کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت ہے جن کے خلاف فرد جرم ثابت نہ ہو، ورنہ سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد ۱۸۶۰ء میں جب برطانوی حکومت نے ہندوستان مین قانون توہین رسالت کو منسوخ کیا تو اس کے بعد مسلمان سرفروشوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور گستاخان رسول کو قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچاتے رہے.... قانون توہین رسالت کے پاکستان میں نافذ ہو جانے کے بعد اب اس کی سزا کا معاملہ افراد کے ہاتھوں کے بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آ گیا جو تمام حقائق اور شہادتوں کا بغور جائزہ لے کر جرم ثابت ہونے کے بعد ہی کسی ملزم کو مستوجب سزا قرار دے گی۔

.... مسیحی برادری کو قانون توہین رسالت کا خوش دلی سے خیر مقدم کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس قانون کی رو سے جناب مسیحؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان سب ہی اپنا پیغمبر برحق مانتے ہیں، ان کی شان میں گستاخی اور اہانت قابل تعزیر جرم بن گیا ہے اور ان کی اہانت اور توہین کی وہی سزا مقرر ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کی سزا ہے۔ مسلمان ان تمام پیغمبروں کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسا کہ یہودی اور عیسائی اپنے پیغمبروں کا احترام کرتے ہیں، اس لئے وہ ان کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۲؍جنوری ۲۰۱۱ء)

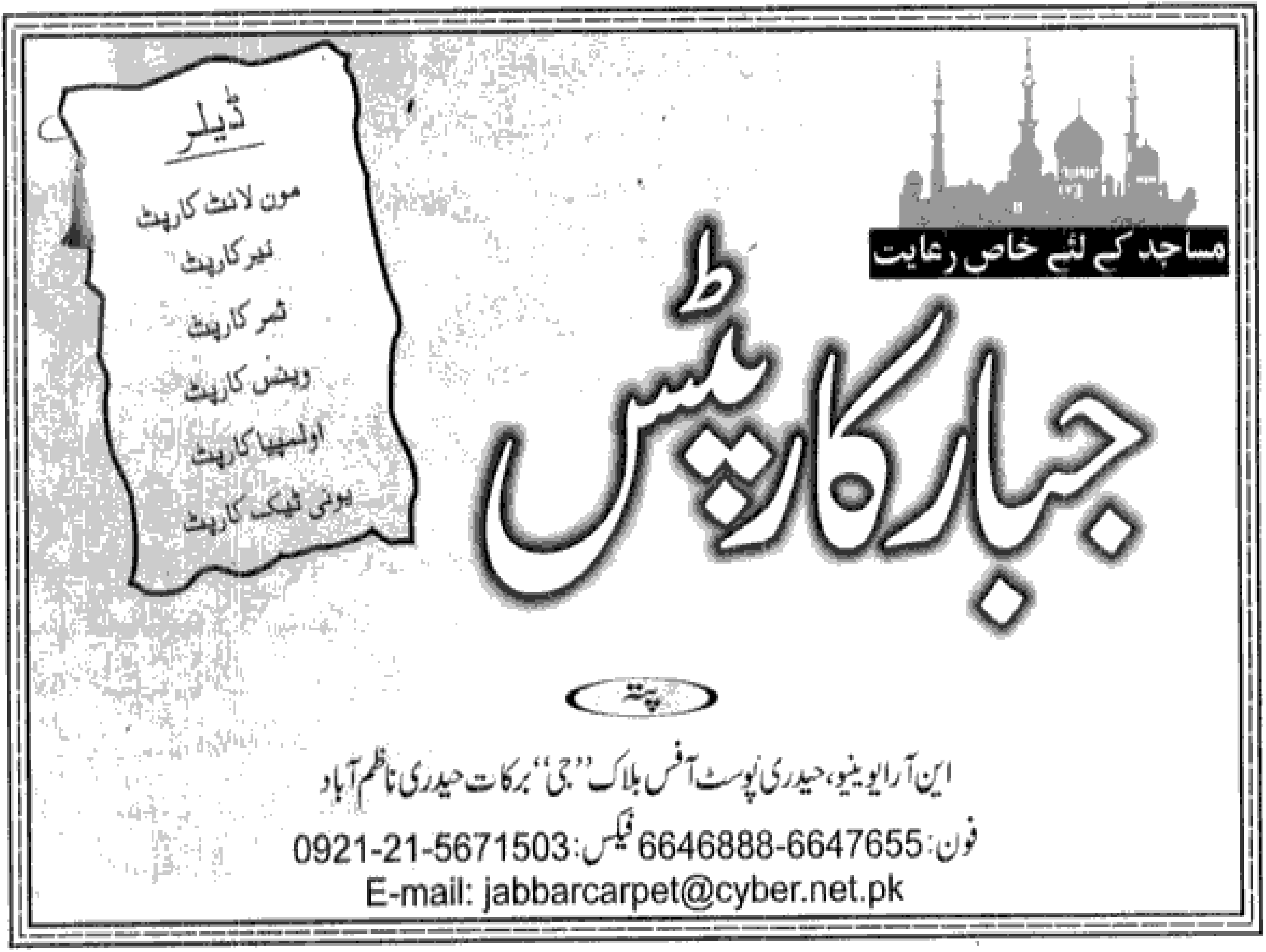

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

محسن محمود دیروی

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی زندگی برصغیر کی تاریخ کا ایک تابندہ باب ہے، انہوں نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے ساری زندگی گزاری۔ وہ زندگی بھر ان سے لڑتے رہے، نہ بکے، نہ دبے، نہ تھکے، نہ ہارے۔ ہمیشہ انگریزوں کے لئے خطرہ بنے رہے۔ انہوں نے ظالموں کو برسر میدان للکارا، مظلوموں کو زبان دی، غریبوں کو جینے کا سلیقہ سکھایا اور دین کے تحفظ کے لئے ہر قسم کے مصائب برداشت کرتے ہوئے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ آج دنیا انہیں شیر اسلام، مجاہد ملت، جرنیل ختم نبوت وکیل صحابؓ، بابائے سیاست، سامراج دشمن جیسے القاب سے یاد کر کے ان کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتی ہے۔

مولانا ہزارویؒ نسلاً مداخیل پٹھان ہیں، ان کے دادا جان امان شاہ علاقہ غیر سے نقل مکانی کر کے بفہ میں سکونت پذیر ہو گئے، اور پولیس میں ملازمت اختیار کر لی، ان کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا، ان کا نام انہوں نے سید گل رکھا، یہ بھی اپنے وقت کے ولی اللہ تھے، سلسلہ چشتیہ سے بیعت تھے، اسکول میں مدرس تھے، ان کی دینداری کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اسکول میں مدرس ہونے کے باوجود اپنے بیٹے کو تحصیل علم کے لئے دارالعلوم دیوبند بھیجا اور یہی بیٹے وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر امت کے لئے ہدایت کے آفتاب ہو کر چمکے۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء کو بفہ کے پاس بچی کوٹ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ بفہ ضلع مانسہرہ کا مشہور اور مرکزی قصبہ ہے۔ مولانا ہزارویؒ نے ۱۹۱۲ء میں بفہ ہائی اسکول سے مڈل کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز معائنہ کے لئے آیا تو حکیم سید گل سے کہا کہ آپ کا بچہ ہونہار اور ذہین ہے اس کا چدرہ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کرتا ہوں۔ مولانا کے والد محترم نے فرمایا کہ میں اس بچہ کو دین کی تعلیم دوں گا، یہ مناسب نہیں کہ جو بچہ معذور ہو اس کو مدرسہ بھیجا جائے اور جو صحیح ہو اس کو اسکول بھیجا جائے۔

مولانا ہزارویؒ نے ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں، اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں مولانا غلام رسول بفوی کے ہمراہ دیوبند بھیج دیا گیا، مولانا ہزارویؒ تمام امتحانات میں اپنی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرتے رہے اور اکثر کتابوں میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہم سبق رہے۔ جب ۱۹۱۹ء میں دورۂ حدیث کا امتحان دیا تو بھی سب سے پہلی پوزیشن حاصل کی، آپ کا شمار محدث وقت حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے، دیگر اساتذہ میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا رسول خانؒ شامل ہیں۔

مولانا ہزاروی ایک متحرک شخصیت تھے، جب دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو دل میں آزادئ وطن کے لئے داعیہ پیدا ہو [illegible] اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مولانا نے دارالعلوم دیوبند میں سب سے پہلی سیاسی تنظیم جمعیت طلبا کی بنیاد رکھی، اس تنظیم کی صدارت حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے کی جبکہ ناظم اعلیٰ مولانا ہزاروی کو منتخب کیا گیا۔

۹ راکتوبر ۱۹۵۶ء کو جب ملتان میں جمعیت علماء اسلام کی تشکیل جدید کی گئی، اس وقت اجلاس میں پانچ سو سے زائد اکابرین علماء نے شرکت کی، چنانچہ سب علماء نے بالاتفاق صدارت کے لئے مولانا احمد علی لاہوریؒ کا نام پیش کیا، تو حضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایک شرط پر صدارت قبول کر لیتا ہوں، اگر آپ سب ناظم اعلیٰ کا منصب مولانا غلام غوث ہزاروی کو دے دیں، چنانچہ متفقہ طور پر مولانا ہزاروی کو جنرل سیکریٹری منتخب کیا گیا۔ حضرت لاہوریؒ صاحب کشف بزرگ تھے، انہوں فراست ایمانی سے بھانپ لیا تھا کہ اس عہدے کے لئے مولانا ہزارویؒ ہی موزوں ترین آدمی ہیں۔ نیز مولانا ہزارویؒ کی سابقہ خدمات بھی حضرت لاہوریؒ کے پیش نظر تھیں۔ چنانچہ ایک سال سے بھی کم مدت میں حضرت ہزارویؒ نے مغربی پاکستان میں دو ہزار شاخیں اور دفاتر جمعیت علماء اسلام کے قائم کر دیئے۔ مولانا کی محنت کا ثمر تھا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام نے ووٹوں کے تناسب سے مغربی پاکستان میں دوسری اور پورے پاکستان میں تیسری پوزیشن حاصل کی، جس کا اعتراف اس وقت عالمی ذرائع ابلاغ نے بھی کیا۔

تحفظ ختم نبوت کے میدان میں بھی مولانا ہزارویؒ نے بے مثال کارنامے سرانجام دیئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کا ثبوت دیا۔ ۱۹۳۷ء کی بات ہے جب قادیانیوں نے اپنے مناظر اللہ دتہ کو پوری تیاری کے ساتھ ہزارہ بھیجا اور وہاں سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنا شروع کیا، مقامی علماء اس کا مقابلہ نہ کرسکے کیونکہ وہ انتہائی چالاک تھا، اس کی حاضر جوابی سے عوام میں کھلبلی مچ گئی تو قاضی محمد یونسؒ دو آدمیوں کو لے کر پہنچے اور ساری صورت حال مولانا ہزارویؒ سے بیان کی، ادھر یہ حالت تھی کہ مولانا کا صاحبزادہ زین العابدین موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا، مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ ٹھہریے قاضی صاحب میں کتابیں لے کر آتا ہوں، گھر میں اہلیہ محترمہ کو ہدایات دیں اور نکل آئے، جب بس کے اڈے پر پہنچے تو پیچھے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا پہنچا اور مولانا سے کہا کہ آپ کا بیٹا فوت ہوگیا ہے، مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ تحفظ ناموس رسالت کے مشن پر جارہا ہوں جو فرض عین ہے اور میرے بیٹے کا جنازہ فرض کفایہ ہے۔ تم ادا کرو اور فرمایا کہ ہزاروں زین العابدین ناموس رسالت کے لئے قربان کئے جاسکتے ہیں اور یوں مولانا نے ایک سچے عاشق رسول ہونے کا عملی مظاہرہ کرکے بالاکوٹ پہنچے اور قادیانی مناظر کو ایسی شکست فاش دی کہ وہ فوراً وہاں سے بھاگا۔

مولانا ہزارویؒ نے کبھی حق گوئی میں مصلحت سے کام نہیں لیا، ایک جگہ تقریر کی تو آپ کو گرفتار کرکے ایک انگریز اسسٹنٹ کمشنر کے پاس لایا گیا، اس کمشنر کی عادت تھی کہ ملزم کو سامنے آتے ہوئے دیکھ کر چیختا اور ملزم کو دو چار گالیاں بھی دیتا تھا، جب مولانا ہزارویؒ کو سامنے پیش کیا گیا تو وہ چلایا اور کہنے لگا: ''تھم بہت بڈمعاش ہے، تھم ہر جگہ فساد کرتا ہے، ہم تم کو سیدھا کرتا ہے۔'' مولانا ہزارویؒ نے بڑے صبر وتحمل سے سب کو مخاطب کیا اور کہا کہ: جناب یہ عدالت ہے اور عدالت کا احترام سب پر ضروری ہے، قانونی طریقہ یہ ہے کہ وکیل استغاثہ پیش کریں پھر ملزم اپنی صفائی پیش کرے، پھر جج دونوں طرف کے دلائل سن کر فیصلہ کرتا ہے، لیکن یہاں جج خود توہین عدالت کررہا ہے۔ پھر مولانا نے جج کے انداز میں کمشنر کو مخاطب کرکے زوردار انداز سے کہا: ''تم بہت بڈمعاش ہے، تم ہر جگہ فساد کراتا ہے، ہم تم کو سیدھا کرتا ہے۔'' یہ کہا اور عدالت میں قہقہے لگ گئے، جج نے اس غیر متوقع صورت حال سے بدحواس ہوکر مولانا کو ایک سال قید کی سزا سنادی۔ مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ شکریہ، اور پولیس کے ساتھ جیل روانہ ہوگئے۔ مشہور سیاسی کارکن پیر بخش ایڈووکیٹ نے جب یہ واقعہ سنا تو اپیل دائر کردی اور موقف اختیار کیا کہ مجسٹریٹ نے قانون کے خلاف فیصلہ دیا ہے، اور یوں مولانا ہزارویؒ ایک ہفتے کے اندر رہا ہوگئے۔

مولانا ہزارویؒ ۱۹۶۳ء میں حج پر تشریف لے گئے۔ ذوالحجہ کا چاند حجاج نے اکثر جمعرات کو دیکھا، اس حساب سے یوم الحج جمعہ کو ہوتا تھا لیکن کسی وجہ سے ہفتہ کو قرار دیا گیا۔ احباب نے مولانا ہزارویؒ کو یہ صورت حال سنادی۔ مولانا ہزارویؒ نے عوام سے خطاب کیا، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ: اسلامی عبادات کا دارومدار چاند دیکھنے پر ہے، کسی شاہی کیلنڈر، جنتری یا شاہی حکم کے تحت نہیں ہے۔ عوام کی اکثریت نے جمعرات کو چاند دیکھا ہے، اس لئے حج جمعہ کے دن ہوگا۔ حجاج کی قیادت میں خود کروں گا۔ مولانا نے یہ تقریر عربی، اردو اور پشتو میں کی۔ مولانا کی اس جرأت اور شجاعت کی وجہ سے سعودی گورنمنٹ نے اپنا فیصلہ واپس لیا اور یوم الحج جمعہ کو ہی قرار پایا۔ اس واقعہ سے وہاں موجود علماء کرام نے مولانا ہزارویؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن ہورہے تھے تو مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ ''حضرت مولانا مفتی محمودؒ ڈیرہ اسماعیل کی سیٹ سے بھاری اکثریت سے جیتیں گے'' مقابلہ میں پی پی پی کا بانی ذوالفقار علی بھٹو تھا، مولانا ہزارویؒ کے اس اعلان سے لوگوں کو تعجب ہوا، طرح طرح کی باتیں ہوئیں مگر جب الیکشن کا نتیجہ آیا تو مفتی محمودؒ پندرہ ہزار ووٹوں کی برتری سے جیت گئے اور بھٹو کو حیرت انگیز شکست ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس مرد قلندر کی بات سچ نکلی۔

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
یاد رکھئے اولڈ
سنارا جیولرز
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

مولانا ہزارویؒ کی دوسری کرامت یہ تھی کہ آپ نے جلسہ عام میں فرمایا کہ: ''مودودی ۱۹۷۹ء کو امریکا میں مرے گا'' اور یوں مولانا مودودی ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو امریکا میں فوت ہوگئے اور مولانا ہزارویؒ اس کے بعد ایک سال دو ماہ تک زندہ رہے۔

۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر کے جشن ہزار سالہ میں حکومت مصر کی دعوت پر مصر چلے گئے اور علمائے عالم کو خطاب کیا اور اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ اس اجلاس میں دنیا بھر کے فضلاء کرام اور علماء عظام شریک تھے۔ مولانا ہزارویؒ نے اپنا مقالہ عربی زبان میں پیش کیا۔ سارے مجمع نے آپ کو مرحبا، مرحبا احسنت کہہ کر داد دی اور آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ کی اس تقریر کے متعلق حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے تھے: ''ہزاروی صاحب! کی تقریر سن کر مجھے اس کی تاریخ دانی اور حدیث فہمی پر بڑا تعجب ہوا اور رشک آیا، جس شخص نے اپنی ساری زندگی سیاست کی نذر کی ہے، اس کی تاریخی اور حدیثی معلومات اتنی وسیع اور گہری ہیں کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔''

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت ہزارویؒ جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر ضلع مانسہرہ سے کامیاب ہوکر قومی اسمبلی میں پہنچ گئے، جہاں آپ نے دوسری خدمات کے علاوہ جو سب سے بڑی اور تاریخی خدمت سرانجام دی، وہ بھٹو حکومت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا ہے، اس میں سب ہی علماء کرام ممبران عظام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ارکان شامل ہیں۔ آپؒ نے تحریک چلنے سے بہت پہلے بھٹو کی ذہن سازی شروع کردی تھی اور اکثر علاقوں میں مرزائیوں کی حرکات سے بھٹو کو باخبر رکھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ایئر مارشل چوہدری ظفر کو ہٹانے سے پہلے بھٹو نے آپ سے مشورہ کیا۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب ربوہ کا واقعہ پیش آیا، جس کے بعد اینٹی قادیانی تحریک شروع ہوگئی اور پھر یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا، اس وقت کے وزیراعظم بھٹو نے مناسب اقدامات کئے، اس میں ایک اقدام یہ بھی تھا کہ مرزائی خلیفہ کو مکمل صفائی پیش کرنے کا موقع دیا، ان کی ساری منطق ختم کردی، اب وہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے نہیں پوچھا گیا، ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے مرزا ناصر پر جرح کے لئے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کو ۲۲۲ سوالات لکھ کر دیئے کہ ان کا جواب مرزا ناصر سے طلب کریں۔ اس جدوجہد کے علاوہ آپ نے کئی بار مسٹر بھٹو سے بھی ملاقات کی اور اسے قادیانیت کا مسئلہ حل کرنے پر آمادہ کیا۔ بھٹو کی دعوت پر اس کی موجودگی میں قادیانیت اور ختم نبوت کے موضوع پر نصرت بھٹو سے بات کی اور صحیح طریقے سے مسئلہ سمجھایا اور اس فیصلے پر اسے قائل کیا اور یوں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔

حضرت مولانا ہزارویؒ نے اپنی زندگی میں دین کے تقریباً تمام شعبوں میں کام کیا۔ آپؒ کے پیش نظر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عملی سنت تھی۔ مسلمانوں کی نئی نسل کے لئے حضرت کے اس عمل میں فکر آخرت کا بڑا عمدہ اور اعلیٰ نمونہ پایا جاتا ہے۔

انگریز کے یہ باغی، آزادی کے قافلہ سالار، مجلس احرار اسلام کے صف اول کا قائد، جمعیت علماء اسلام کو اپنے خون سے سینچنے والا میر کارواں نے بالآخر ۴ر فروری ۱۹۸۱ء بوقت تین بجے شب صبح صادق سے پہلے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے، ۸۷ سال کی عمر میں جان جان آفریں کے حوالے کردی۔ بفہ شہر کے شمال مشرق میں واقع قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ ہزارویؒ کی وفات پر آسمان بھی اشک بار تھا، تیز وتند بارش میں جنازہ کے لئے عوام کا وہ جم غفیر تھا، جس کی مانسہرہ میں مثال نہیں ملتی۔

☆☆.........☆☆

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جدید ایڈیشن

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

☆اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت وکشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ ومامون رکھا۔ ☆دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہؓ کے لالؐ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆پیران عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی سنت کو زندہ وتابندہ رکھا۔ ☆شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

علماء، طلبا اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت صرف 100 روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی۔ سیل: 0321-2115595

گورنر کا جنازہ

محمد نوید شاہین، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

”حق و باطل کے درمیان فیصلہ جنازے کرتے ہیں۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ فکر انگیز قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آیئے اس قول کی روشنی میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے جنازے کو دیکھتے ہیں... اور فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں... ۱۴؍جون ۲۰۰۹ء کو ضلع ننکانہ صاحب کے ایک نواحی گاؤں اٹانوالی میں عیسائی مذہب کی مبلغہ آسیہ مسیح نے قرآن مجید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نہایت نازیبا، دل آزار اور گستاخانہ کلمات کہے جن کو دہرانے کی میرا قلم اجازت نہیں دیتا۔ آسیہ مسیح کے شوہر عاشق مسیح نے فوری طور پر وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی سے رابطہ کیا، جن کی مداخلت سے کئی دن تک ملزمہ کے خلاف پرچہ درج نہ ہو سکا۔ وفاقی وزیر کی اس حرکت سے علاقہ بھر میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ بالآخر ۱۹؍جون ۲۰۰۹ء کو آسیہ مسیح کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت ایف آئی آر نمبر ۳۲۶ درج کر لی گئی۔ ملزمہ کو گرفتار کر کے حفاظتی اقدام کے طور پر ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ بھیج دیا تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کیس کی تفتیش پنجاب پولیس میں نیک نامی اور دیانت داری کی مثالی شہرت رکھنے والے جناب سید محمد امین بخاری ایس پی شیخوپورہ نے کی، جنہوں نے ۲۶؍جون ۲۰۰۹ء کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۱ کے تحت آسیہ مسیح کا بیان ریکارڈ کیا اور نہایت جانفشانی، غیر جانبداری اور شفاف طریقے سے اس کیس کے تمام پہلوؤں کی مکمل تفتیش کرتے ہوئے آسیہ مسیح کو واقعی ملزمہ قرار دیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ملزمہ آسیہ مسیح کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اور قرآن مجید کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا ثابت ہوا ہے۔ ملزمہ نے یہ تمام باتیں نہ صرف تسلیم کیں ہیں بلکہ اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی ہے۔

اس مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب جناب محمد نوید اقبال کی عدالت میں ہوئی۔ ملزمہ کی طرف سے اکبر منوررانی ایڈووکیٹ، طاہر گل صادق ایڈووکیٹ، چوہدری ناصر انجم ایڈووکیٹ، جسٹن گل ایڈووکیٹ، طاہر بشیر ایڈووکیٹ، ایرک جون ایڈووکیٹ، منظور قادر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، جب کہ استغاثہ کی طرف سے میاں ذوالفقار علی ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک اس مقدمہ کی سماعت ہوتی رہی۔ ۸؍نومبر ۲۰۱۰ء کو اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے ایڈیشنل سیشن جج نے جرم ثابت ہونے پر ملزمہ آسیہ مسیح کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت سزائے موت کا مستحق قرار دیتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا:

”یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں عیسائی حضرات کی ایک کثیر تعداد مسلمانوں کے ساتھ کئی نسلوں سے آباد ہے۔ لیکن ماضی میں اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور اعتقادات کے سلسلے میں برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر توہین رسالت کا اس قسم کا کوئی واقعہ پہلے بھی اس گاؤں میں پیش آیا ہوتا تو یقیناً فوجداری مقدمات اور مذہبی جھگڑے اس گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے۔ لہٰذا اس دفعہ یقیناً توہین رسالت کا ارتکاب ہوا ہے، جس کے باعث مقدمہ درج ہوا اور عوامی اجتماع منعقد ہوا اور یہ معاملہ اس قصبے اور اردگرد میں موضوع بحث بن گیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ نہ تو ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش کی، اور نہ ہی دفعہ (۲) ۳۴۰ ضابطہ فوجداری کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات غلط ثابت کئے۔

مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استغاثہ نے اس مقدمہ کو کسی شک و شبہ سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ تمام استغاثہ گواہان نے استغاثہ کے موقف کی متفقہ اور مدلل انداز میں تائید و تصدیق کی ہے۔ استغاثہ گواہان اور ملزمہ، ان کے بزرگوں یا ان کے خاندانوں میں کسی دشمنی کا وجود نہیں پایا جا سکا۔ لہٰذا ملزمہ خاتون کو ناجائز طور پر اس مقدمہ میں ملوث کئے جانے کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ ملزمہ کو اس مقدمہ میں کوئی رعایت دیئے جانے کا بھی کوئی جواز موجود نہیں۔ لہٰذا میں ملزمہ مسماۃ آسیہ بی بی زوجہ عاشق کو زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان موت کی سزا کا مجرم ٹھہراتا ہوں۔“

اس فیصلے کے خلاف دنیا بھر کی سیکولر لابیاں، نام نہاد ”انسانی حقوق“ کی تنظیمیں اور عیسائی نمائندے میدان میں آ گئے۔ عیسائی پوپ بینی ڈکٹ نے آسیہ ملعونہ کے دفاع میں احتجاج کرتے ہوئے اس فیصلہ کی مذمت کی اور کہا کہ وہ ایسے کسی فیصلے پر عملدرآمد نہیں ہونے دیں گے۔ پوپ نے ویٹی کن میں منعقدہ خصوصی دعائیہ تقریب میں آسیہ مسیح کی رہائی کے لئے نہ صرف اس کا نام لے کر دعا کرائی بلکہ صدر پاکستان سے بھی اپیل کی کہ اس کی سزا معاف کی جائے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قانون توہین رسالت کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ پوپ کے بیان کے بعد ۲۰؍نومبر ۲۰۱۰ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر عدالت سے مجرمہ قرار دی جانے والی خاتون سے ملنے

کے لئے فوراً ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچے۔ جہاں انہوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل شیخوپورہ کے وی آئی پی کمرہ میں آسیہ مسیح سے خصوصی ملاقات کی اور اسے حکومتی سطح پر ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔ وہ گورنر ہاؤس سے اپنے ساتھ آسیہ مسیح کو ملنے والی سزا کی معافی کی ٹائپ شدہ درخواست بھی ہمراہ لائے تھے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے میڈیا کی موجودگی میں آسیہ مسیح سے کہا کہ یہ آپ کی طرف سے تحریر کردہ درخواست ہے، آپ اس پر دستخط کردیں تاکہ میں بطور گورنر اس درخواست کو صدر آصف علی زرداری تک پہنچا کر سزا کی معافی ممکن بنواسکوں۔ سزا معافی کے بعد آپ کو یورپ کے کسی ملک میں بھجوادیا جائے گا۔

اس موقع پر گورنر پنجاب نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملعونہ آسیہ مسیح کو معصوم قرار دیا اور کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت آسیہ مسیح کو سزا نہیں دے سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ”قانون توہین رسالت ایک امتیازی، غیرانسانی اور کالا قانون“ ہے، جس کو ہر حالت میں ختم ہونا چاہئے۔ اس پریس کانفرنس کے ذریعے یورپی ممالک کو یہ پیغام بھی دیا گیا کہ حکومت آسیہ کو سزا دینے کے حق میں نہیں ہے اور حکومت ایسے تمام قوانین کو بھی ختم کردے گی جو اقلیتوں کی ”آزادی اظہار“ کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

معتبر ذرائع کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد نوید اقبال جنہوں نے شان رسالت میں گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر آسیہ مسیح کو سزائے موت سنائی تھی، کو ٹیلی فون کیا اور نہایت غلیظ زبان استعمال کی۔ اس کے بعد وہ آئے روز مختلف ٹی وی چینلز پر برملا کہتے رہے کہ قانون توہین رسالت ضیاء الحق کے دور میں انسانوں کا بنایا ہوا ”کالا قانون“ ہے، اسے ختم ہونا چاہئے۔ یاد رہے کہ سلمان تاثیر اس سے پہلے بھی قانون توہین رسالت کے خاتمہ کے لئے کئی بار متنازعہ اور اشتعال انگیز بیانات دے چکے تھے۔ اس کے ردعمل میں دی یونیورسٹی آف فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے، نیک بخت طالب علم صاحبزادہ عطاء الرسول مہاروی نے ۱۶؍نومبر ۲۰۰۹ء کو یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن میں مہمان خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر سے احتجاجاً براؤنز میڈل وصول کرنے سے انکار کیا اور حقارت سے کہا کہ ”آپ نہ صرف گستاخان رسول کی سرپرستی کرتے ہیں بلکہ توہین رسالت ایکٹ ۲۹۵-سی کو ظالمانہ اور ختم کرنے کے بیانات بھی جاری کرتے ہیں۔ اس طرح آپ بذات خود توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں، لہٰذا آپ سے میڈل وصول کرنا میں گناہ سمجھتا ہوں۔“

۳۰؍نومبر ۲۰۱۰ء کو ملک کے جید علماء کرام نے قانون توہین رسالت کو ”کالا قانون“ کہنے اور ملعونہ آسیہ مسیح کی بے جا حمایت و سرپرستی کرنے پر سلمان تاثیر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اسی دن پیپلز پارٹی کی رکن قومی اسمبلی و سابق وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات شیری رحمن نے قانون توہین رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کا بل اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کرایا۔ اس سے اگلے روز صدر پاکستان آصف علی زرداری نے وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی مسیح کی سربراہی میں اراکین اسمبلی پر مشتمل ۹ رکنی کمیٹی تشکیل دی، جو قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے حوالے سے ایک ماہ کے اندر حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

۴؍جنوری ۲۰۱۱ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو ان کے سرکاری محافظ غازی ملک ممتاز حسین قادری نے فائرنگ کرکے قتل کردیا۔ واقعات کے مطابق گورنر پنجاب، اسلام آباد کے سیکٹر ایف سکس ٹو کی کہسار مارکیٹ میں واقع ایک مہنگے ریسٹورنٹ میں اپنے کاروباری دوست شیخ وقاص کے ساتھ کھانا کھا کر واپس اپنی گاڑی کی طرف آرہے تھے کہ ان کے سرکاری محافظ گن مین غازی ملک ممتاز حسین قادری نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی، جس پر وہ شدید زخمی ہوگئے۔ انہیں فوری طور پر پولیس گاڑی میں ڈال کر پولی کلینک لے جایا گیا لیکن وہ راستے میں ہی دم توڑ گئے۔ غازی ملک ممتاز حسین قادری نے موقع پر خود کو پولیس کے حوالے کردیا۔ گرفتاری کے وقت وہ حیران کن حد تک نہایت پرسکون اور مطمئن نظر آرہا تھا۔ اس نے ابتدائی تحقیقات میں اعتراف کیا کہ: ”گورنر پنجاب نے قانون توہین رسالت کو ”کالا قانون“ قرار دیا تھا، اس لئے گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔ سلمان تاثیر گستاخ رسول تھا، اس نے چونکہ قانون توہین رسالت کے تحت عدالت سے سزا پانے والی ملعونہ آسیہ مسیح کو بچانے کا عندیہ دے کر خود کو گستاخ رسول ثابت کردیا تھا۔ اس میں نے اپنا فرض پورا کردیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی غلامی میں قبول کرلیں۔ موت اور زندگی میں کوئی فرق نہیں۔“

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

”اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین پر فساد پیدا ہوجائے مگر اللہ سب جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔“ (البقرہ:۲۵۱)

اسی روز تمام مکاتب فکر کے ۵۰۰ سے زائد جید علماء کرام نے یہ فیصلہ کیا کہ توہین رسالت کے جرم میں سزا یافتہ ملعونہ آسیہ مسیح کی حمایت کرنے اور قانون توہین رسالت کو ”کالا قانون“ کہنے کے باعث سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس کا افسوس کیا جائے۔ کمشنر لاہور خسرو پرویز نے رات گئے بادشاہی مسجد کے خطیب عبدالخبیر آزاد کو فون کیا کہ آپ نے کل ایک بجے سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھانا ہے۔ مولانا عبدالخبیر آزاد کو حالات کی سنگینی کا احساس تھا، انہوں

نے کمشنر لاہور سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ شہر سے باہر ہیں اور کل تک واپسی ناممکن ہے۔ لہٰذا ان کے لئے نماز جنازہ پڑھانا ممکن نہیں ہے۔ بعدازاں اعلیٰ انتظامیہ نے داتا دربار مسجد کے خطیب مولانا محمد رمضان سیالوی سے رابطہ کیا، تو انہوں نے اپنی بیماری کا کہہ کر جنازہ پڑھانے سے معذرت کرلی۔ اس کے بعد گورنر ہاؤس کے اعلیٰ حکام نے گورنر ہاؤس کی مسجد کے خطیب قاری محمد اسماعیل سے رابطہ کیا اور انہیں دھمکی آمیز لہجے میں سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔ جناب قاری محمد اسماعیل نے نماز جنازہ پڑھانے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ مجھے ملازمت سے برخاست کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے ذہنی طور پر تیار ہوں، مگر میں گستاخ رسول سلمان تاثیر کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ چاروں طرف سے انکار کے بعد اعلیٰ انتظامیہ کی طرف سے نماز جنازہ کے لئے محکمہ اوقاف کے متعدد سرکاری علماء کرام سے رابطے کئے گئے، مگر کسی نے حامی نہ بھری بلکہ اکثریت نے اپنے موبائل فون بند کرلئے:

ایک چہرہ بھی شناسا نہیں نکلا اس کا
وہ جو کہتا تھا کہ میری سب سے شناسائی ہے

اس صورت حال پر پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت بے حد پریشان ہوئی، لہٰذا انہوں نے فوری طور پر اپنی جماعت سے وابستہ ایک آزاد خیال مولوی افضل چشتی کو جنازے کے لئے بلایا۔ جنازے کے لئے ایک بجے دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا لیکن جیالوں کی ہلڑ بازی، بدنظمی اور مست قلندر کی وجہ سے صفیں ترتیب دینے میں دقت ہورہی تھی۔ حکومت اور پیپلز پارٹی کے اعلیٰ عہدیدار وقفے وقفے سے جنازہ میں آرہے تھے تاکہ وہ ٹی وی چینلز پر دکھائی دے سکیں۔ وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تو جیالے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے ان پر مکھیوں کی طرح اُمڈ پڑے، جس سے وہاں شدید بدنظمی پیدا ہوئی۔ ان سب چیزوں سے بے نیاز ایک کونے میں وفاقی وزیر قانون بابر اعوان گورنر پنجاب بننے کی افواہ پر پیپلز پارٹی کے کارکنان سے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اسپیکر پنجاب اسمبلی رانا محمد اقبال جنازہ کے لئے جب گورنر ہاؤس پہنچے تو پیپلز پارٹی کے کارکنان نے نواز شریف کے خلاف شدید نعرے بازی شروع کردی۔ اس پر وہ قائم علی شاہ وزیراعلیٰ سندھ کے کہنے پر وہاں سے واپس چلے گئے۔

اسی اثنا میں تقریباً ایک بج کر ۵۲ منٹ پر اسپیکر سے اچانک اللہ اکبر کی آواز سنائی دی، جو جہاں کھڑا تھا، جس حالت میں تھا، فوراً ناف پر ہاتھ باندھ لئے۔ ۵ سیکنڈ بعد دوسری اللہ اکبر ہوئی، ۶ سیکنڈ بعد تیسری اللہ اکبر ہوئی اور ۵ سیکنڈ بعد چوتھی اللہ اکبر کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ دیا گیا۔ یعنی ۱۵، ۲۰ سیکنڈ میں نماز جنازہ پڑھا دیا گیا۔ یہ دنیا کا واحد جنازہ تھا کہ جس کے امام کا کچھ پتا نہ تھا کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام کے آگے بھی تین صفیں تھیں۔ اس نان اسٹاپ جنازہ کے بعد افضل چشتی نے دعا مانگی اور کہا: "یا اللہ! مرحوم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ حیرانی ہے کہ اس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کی جارہی تھی کہ جن کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بنائے گئے قانون کو سلمان تاثیر "امتیازی قانون، غیر انسانی قانون اور کالا قانون" کہتے رہے۔

اس جنازہ کی خاص بات یہ ہے کہ ایم کیو ایم اور اے این پی ایسی سیکولر جماعتوں کے علاوہ کسی بھی دینی، سیاسی جماعت کے کسی معمولی سے عہدیدار نے بھی شرکت نہیں کی۔ یہاں تک کہ گورنر ہاؤس میں ملازمت کرنے والا کوئی بھی شخص جنازہ میں شامل نہیں ہوا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ سلمان تاثیر کے تابوت سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ اس کے قریب کھڑا ہونا محال تھا۔ لہٰذا گورنر ہاؤس کی انتظامیہ نے فوری طور پر تابوت پر خالص عرق گلاب اور مختلف قیمتی پرفیومز کا اسپرے کیا، لیکن اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔ بعدازاں ہیلی کاپٹر کے ذریعے تابوت کیولری گراؤنڈ کے فوجی قبرستان میں لایا گیا، جہاں فوج اور رینجرز کی کڑی نگرانی میں سرکاری اعزاز کے ساتھ رسیوں کی مدد سے اسے زمین میں اتارا گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر گورنر سلمان تاثیر عوامی آدمی تھے اور انہوں نے گورنر ہاؤس کے دروازے عام لوگوں کے لئے کھول دیئے تھے تو انہیں کسی عوامی قبرستان (میانی قبرستان وغیرہ) میں دفن کرنا چاہئے تھا۔ کیولری قبرستان میں جانے کا عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عوامی ردعمل کے پیش نظر انہیں کسی ایسے قبرستان میں دفن نہیں کیا گیا، جہاں عوام الناس کا داخلہ ہر وقت عام ہو۔ یاد رہے کہ جنرل یحییٰ خان کو بھی پورے سرکاری اعزازات کے ساتھ دفن کیا تھا، جس نے پاکستان کو دولخت کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ باقی اس کے کریکٹر کے بارے میں ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی ایک خصوصی رپورٹ کے مطابق پاکستان بھر کی عیسائی اور قادیانی کمیونٹی نے مقتول گورنر سلمان تاثیر کو اپنا ہیرو قرار دیتے ہوئے پورے ملک کے سینکڑوں گرجا گھروں اور قادیانی عبادت گاہوں میں ان کے پندرہ روز تک دعاؤں کو عبادت کا حصہ بنالیا ہے۔ گورنر ہاؤس کے لئے قادیانی جماعت کی طرف سے ایک بڑا ایوارڈ دینے کا اعلان متوقع ہے جسے گورنر سلمان تاثیر کے صاحبزادے شہریار تاثیر لندن میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد سے وصول کریں گے۔

یہاں ایک بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ معروف نعت خواں اختر حسین قریشی اور نقیب محفل قاری محمد یونس قادری نے مقتول گورنر کے ایصال ثواب کے لئے ہونے والی تقریبات میں شرکت پر علماء کرام کے فتوئی کے بعد تجدید ایمان کیا اور کہا کہ ہم لاعلمی کے باعث تقریبات میں شریک ہوئے۔ تفصیلات کے مطابق قاری محمد یونس نے گورنر ہاؤس میں سلمان تاثیر کی رسم قل جبکہ اختر قریشی نے صوبائی وزیر تنویر الاسلام کی رہائش گاہ پر گورنر کے ایصال ثواب کی تقریب میں نعت خوانی کی تھی، فتوئی کی روشنی میں انہوں نے جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں مولانا راغب نعیمی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی اور دیگر علماء کرام اور گواہان کی موجودگی میں اپنی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور تجدید ایمان کیا۔

جنازہ کے موقع پر کئی جیالے سگریٹ نوشی کررہے تھے۔ ایک بزرگ کے منع کرنے پر ان کا کہنا تھا کہ وہ سلمان تاثیر کی موت کا غم بھلانے کے لئے ایسا کررہے ہیں۔ اس موقع پر پیپلز پارٹی کے اکثر کارکنان سلمان تاثیر کو "شہید" قرار دے کر نعرے بازی کررہے تھے۔ افسوس! اسلامی تعلیمات سے نابلد ان کارکنوں کو ذرا سا بھی احساس نہیں کہ شہید کسے کہتے ہیں یا شہادت کے عظیم رتبے پر کون کیسے فائز ہوتا ہے؟

۱۹۷۸ء میں پیپلز پارٹی مرید کے ضلع شیخوپورہ کے نائب صدر عبدالجبار نے محلے کی ایک نابالغ کمسن لڑکی سے زیادتی کی، جس پر وہ جاں بحق ہوگئی۔ اس مقدمہ کی سماعت سرسری فوجی عدالت میں ہوئی۔ ضلعی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کرنل بشیر نے کیس کی مکمل سماعت کے بعد ملزم کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ شیخوپورہ جیل سے پھانسی کے بعد جب ملزم عبدالجبار کی میت مرید کے پہنچی تو پیپلز پارٹی کے کارکنان نے مرید کے شہر میں عبدالجبار "شہید" کے بینر لگائے اور جنازہ پر "تم کتنے جبار مارو گے، ہر گھر سے جبار نکلے گا" کے نعرے لگاتے رہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں جب الیکشن سرگرمیاں عروج پر تھیں تو ننکانہ صاحب کے قریب ایک معروف قصبہ موڑ کھنڈا میں پیپلز پارٹی کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں پیپلز پارٹی کے رہنما رانا شوکت محمود کو اس وقت شدید خفت کا سامنا کرنا پڑا جب ایک جیالے نے اسپیکر پر نعرۂ تکبیر لگایا تو پنڈال سے بیک زبان "زندہ باد" کا جواب آیا۔ ان بیچاروں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ نعرۂ تکبیر کا جواب اللہ اکبر، ہوتا ہے۔ حال ہی میں وفاقی کابینہ کے ایک اہم اجلاس میں جب وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک کو تلاوت قرآن مجید کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کوٹ کی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور سورۂ اخلاص پڑھنا شروع کی اور اس میں الفاظ خلط ملط کردیئے۔ وزیر داخلہ کی بدحواسی پر وزیر اعظم سمیت سب وزراء نے فلک شگاف قہقہے لگائے۔ رحمٰن ملک نے دوبارہ تلاوت شروع کی تو وہ پھر غلط پڑھ گئے۔ اس پر کابینہ کے تمام ارکان نے دوبارہ قہقہے لگانا شروع کردیئے۔ یاد رکھئے کہ سورۂ اخلاص قرآن مجید کی چھوٹی لیکن نہایت اہم سورۃ ہے جو ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو ازبر ہوتی ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ رحمان ملک کی اس غلطی پر چاہئے تو یہ تھا کہ کوئی دوسرا رکن تلاوت کردیتا مگر اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ یہ دلچسپ ویڈیو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

سلمان تاثیر کس قبیل کے آدمی تھے؟ ان کے شب و روز کس طرح گزرتے تھے؟ اس کی مکمل تفصیلات بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں، آپ گوگل پر سلمان تاثیر لکھ کر سرچ کروائیں، وہاں آپ کو ایسی رنگین و سنگین تصاویر اور اندرونی داستانیں ملیں گی جس کو دیکھنے سے آپ کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اہم بات یہ ہے کہ سلمان تاثیر کے صاحبزادے آتش تاثیر نے اپنی کتاب "Stranger To History" میں اپنے والد پر جو سنگین الزامات عائد کئے ہیں، وہ ہر شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں۔ یاد رہے کہ گورنر سلمان تاثیر نے معروف بھارتی صحافی تلوین سنگھ (جو سکھ مذہب سے تعلق رکھتی ہے) سے دوسری شادی کی تھی جس سے ان کا بیٹا آتش تاثیر پیدا ہوا۔ علماء کرام نے جب اس شادی کی شرعی حیثیت پر اعتراض کیا تو سلمان تاثیر نے علماء کرام کو جاہل، اجڈ اور غیر تعلیم یافتہ قرار دیا۔ معروف ترقی پسند اور روشن خیال بھارتی صحافی خشونت سنگھ نے گورنر سلمان تاثیر کی نجی زندگی کے بارے میں جو انکشافات کئے ہیں، اسے پڑھ کر آدمی حیرت کے سمندر میں گم ہوجاتا ہے۔ یہی حال شیری رحمٰن اور پرویز مشرف کے گرم مصالحوں کا ہے۔ انٹرنیٹ پر ان سب کی تصاویر کو ملاحظہ کریں اور خود سوچیں کس قماش کے لوگ ہمارے حکمران ہیں جو قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو سلمان تاثیر کی بیٹی شہر بانو تاثیر نے ناموس رسالت قانون کے مسئلہ پر اپنے والد کے موقف کی تائید کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان کے والد نے قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے بارے میں جو سوچا تھا، وہ اب ضرور شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ اس نے مزید کہا کہ ان کے والد آئین کی اس شق کے بھی زبردست مخالف تھے جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اسی قبیل سے تعلق رکھنے والے بعض ناعاقبت اندیش نام نہاد دانشور آج کل حکومتی ایماء پر مختلف ٹی وی چینلوں پر سلمان تاثیر کا دفاع کرتے نظر آرہے ہیں۔ چند ٹکوں کی خاطر ناموس رسالت کی مخالفت میں آخرت کا سودا کرنے والے ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔

"تمہیں رسوا سر بازار عالم ہم بھی دیکھیں گے"

گستاخانِ رسول اور ان کا انجام

ابن عمر فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

سیدالمرسلین وخاتم الانبیاءﷺ کا گستاخ بارگاہ الوہیت میں کس حد تک گرا ہوا ہے، قرآن اس کی وضاحت ان آیات میں کرتا ہے:

ترجمہ: ''اور مت کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل کا۔ عیب کرنے والا، لوگوں کو چلنے والا ساتھ چغلی کے منع کرنے والا بھلائی سے، حد سے نکل جانے والا، گناہگار، گردن کش، جھگڑالو، نطفہ حرام۔''

(القلم،۱۳،۱۰)

ولید بن مغیرہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ نبی پاکﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا۔ مذکورہ آیات اس کے متعلق نازل ہوئیں اور قرآن نے اس گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ۹ نشانیاں بیان کیں:

۱:...جھوٹا (جھوٹی قسم کھانے والا)، ۲:...کذاب اور ذلیل، ۳:...چرب زبان، ۴:...چغل خور، ۵:...بھلائی سے روکنے والا، ۶:... حد سے بڑھ جانے والا، ۷:...ناپاک اور پلید، ۸:...سخت جھگڑالو، ۹:...نطفہ حرام۔

فتح مکہ کے روز کچھ مجرموں کا خون رائیگاں؟

نبی اکرمﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو کفار ومشرکین کے ہاتھوں سے آزاد کرایا تھا، آپ نے تمام اہل مکہ کے لیے آزادی کا پروانہ جاری کردیا تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے اس سے پہلے مسلمانوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا خواہ وہ اپنے عمل اور کردار سے پریشان کر رہے تھے یا اپنے قول اور گفتار سے پریشان کر رہے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''فتح الباری'' شرح صحیح البخاری میں، مشہور مورخ اسلام علامہ ابن ہشام نے اپنی معروف تالیف ''سیرت النبیﷺ کامل'' میں اور دور حاضر کے عظیم مصنف فضیلۃ الشیخ صفی الرحمان مبارک پوری نے سیرت النبیﷺ کے موضوع پر اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب ''الرحیق المختوم'' میں ان افراد کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مختلف کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے روز عام معافی کے اعلان کے باوجود جن کا خون رائیگاں قرار دیا گیا تھا وہ کل تیرہ افراد تھے جن میں سے ۹ مرد اور ۴ عورتیں تھیں اور وہ درج ذیل تھے۔ (دوستی اور دشمنی، از ابوعمرو عبدالحکیم)

۱:...عبدالعزیٰ بن خطل، ۲:...حارث بن نفیل (تاریخ میں اس کا نام حویرث ابن نقید بھی آیا ہے)، ۳:...مقیس بن صبابہ کنانی، ۴:...حارث بن طلاطل خزاعی، ۵:...ارنب (غالباً کنیت ام سعد تھی۔ یہ ابن خطل کی لونڈیوں میں سے ایک تھی)، ۶:...عبداللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ)، ۷:...عکرمہ بن ابی جہل (رضی اللہ عنہ)، ۸:...ہبار بن اسود (رضی اللہ عنہ)، ۹:...کعب بن زبیر (رضی اللہ عنہ)، ۱۰:...وحشی بن حرب (رضی اللہ عنہ)، ۱۱:... ہند بن عتبہ (رضی اللہ عنہا)، ۱۲:...قرتنا (یہ ابن خطل کی لونڈیوں میں سے ایک تھی، پہلے بھاگ نکلی بعد میں آکر مسلمان ہوگئی)، ۱۳:...سارہ یا ام سارہ (یہ بنی مطلب میں سے کسی شخص کی لونڈی تھی، اسی کے پاس سے حاطب بن بلتعہ کا خط برامد ہوا تھا)۔

مذکورہ بالا فہرست میں سے اول الذکر پانچ تو اس اعلان کے مطابق قتل کردیے گئے چاہے ان میں سے کوئی (ابن خطل) کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ رسول کریمﷺ کے بارے میں گستاخیاں اور آپﷺ کو اذیتیں ان کی طرف سے انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ گویا اپنے قول وفعل سے پریشان کرتے تھے جبکہ بقیہ آٹھ افراد کا جرم قدرے کم تھا۔ انہوں نے اپنے جرائم سے توبہ کی، معافی کے خواستگار ہوئے، اسلام قبول کیا اور اسلام میں رہتے ہوئے اچھا کردار اور رویہ پیش کیا، لہٰذا ان کو معاف کردیا گیا۔ (فتح الباری: ۶۱،۶۲/۴۰۔ زادالمعاد: ۴۱۱/۳۔ سیرت النبی کامل ابن ہشام ۲۸۰/۶۔ الرحیق المختوم: ۶۰۰)

امام ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول میں تحریر کیا ہے کہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور دو باندیوں کو وہ اشعار گانے کے لیے کہا کرتا تھا۔ عبدالعزیٰ ابن خطل اور دونوں باندیوں کو بھی اس گستاخی پر رسولﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کرنے کا حکم دیا۔ جن کے نام ارنب اور قرتنا تھے۔ ارنب قتل کی گئی۔ قرتنا بھاگ نکلی اور بعد میں آکر مسلمان ہو گئی۔ ابن خطل جان بچانے کے لیے کعبہ کا پردہ پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریمﷺ سے پوچھا کہ ابن خطل تو کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا کہ اسے پھر بھی قتل کردو۔

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن نقید کو

قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو رسول اکرم ﷺ کو ایذاء پہنچایا کرتے تھے۔ حاکمؒ نے بیان کیا یہ شاعر بھی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

حضرت ابو برزہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، وہ ایک شخص پر (کسی وجہ سے) غصہ ہوئے، اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بہت سخت باتیں کیں، میں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کی گردن ماردوں۔ میرے اتنا کہنے سے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہوگیا، آپ اندر تشریف لے گئے، پھر مجھے پیغام بھیج کر اندر بلایا، میں حاضر ہوا تو فرمایا: ابھی تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ میں نے وہ جملہ دھرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن ماردوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اگر میں اجازت دوں تو کیا تم یہ کرگزرتے؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد اب یہ کسی دوسرے کے لیے نہیں۔ (جمع الفوائد بحوالہ ابوداؤد ونسائی ص ۴۸۵)

سیف بن عمر التمیمی نے اپنی کتاب ''الردۃ والفتوح'' نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ ''مہاجر'' جب علاقہ یمامہ کے امیر تھے، ان کی عدالت میں دو گلوکارہ لونڈیوں کا معاملہ پیش کیا گیا۔ ان میں سے ایک رسول کریم ﷺ کے مذمت میں اشعار گایا کرتی تھی۔ مہاجر نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا اور اگلے دونوں دانت نکال دیے۔ دوسری گلوکارہ مسلمانوں کی ہجو کیا کرتی تھی، مہاجر نے اس کا بھی ایک ہاتھ کاٹ دیا اور اگلے دونوں دانت نکال دیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ:

''تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے والی گلوکارہ کو جو سزا دی مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو میں تم کو اس کے قتل کا حکم دیتا۔ اس لیے کہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے جو سزا دی جاتی ہے، وہ دوسرے سزاؤں سے مختلف ہوتی ہے''۔

(الصارم المسلول، ص۲۰۷)

قاضی عیاضؒ اس حدیث کے ذیل میں یوں رقم طراز ہیں:

''قاضی ابو محمد بن نصر فرماتے ہیں کہ تمام علماء نے اس مسئلہ میں ان کی تائید کی ہے اور کسی نے اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا۔ ائمہ حدیث نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے غصہ کا سبب ہے، خواہ وہ کسی وجہ سے ہو یا حضور ﷺ کو زبانی یا عملی طور پر تکلیف پہنچائے وہ واجب القتل ہے''۔

(الشفاء، ج ۲ ص ۱۹۶، اردو ترجمہ ص ۳۸۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کو خبر ملی کہ ایک مسجد کا منافق پیش امام ہر نماز میں سورۃ عبس پڑھتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا کہ سورۃ عبس تو وہ سورۃ ہے کہ جس میں رسول ﷺ کو تنبیہ کی گئی تھی، یہ امام ہر نماز میں اہتمام سے کیوں پڑھتا ہے۔ (سورۃ عبس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ حریص تھے کہ مکہ کے سردار بھی ایمان لے آئیں تو ابوجہل کی رکھی گئی شرط پر کہ ہم رئیسان مکہ کی الگ محفل رکھو تو ہم تمہاری بات سنیں گے، ان کو دعوت دین دے رہے تھے۔ اتنے میں ابن مکتومؓ جو نابینا صحابی تھے محفل میں آگئے۔ حضورؐ کو ناگوار گزرا کہ کہیں اس بات پر یہ لوگ اٹھ کر نہ چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ عبس کی آیات نازل کیں)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منافق پیش امام کے گھر تشریف لے گئے۔ اس امام کو گھر سے باہر بلوایا اور پوچھا کہ تم ہر نماز میں سورۃ عبس کیوں پڑھتے ہو؟ اس امام نے کہا ''بس مجھے پسند ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تلوار نیام سے نکالی اور اس کا سر قلم کردیا۔

(تفسیر روح البیان، ج۱۰، ص ۳۳۱، علامہ اسماعیل حقی)

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا، جو رسول پاک ﷺ کو برا کہتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور سزا اسے قتل کیا اور پھر فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہے اس قتل کردو''۔

نبی ﷺ کا فیصلہ نہ ماننا بھی گستاخی ہے اور ارتداد کا سبب ہے

دو شخص اپنا جھگڑا عدالتِ نبوی میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے کے خلاف سچے آدمی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ اس کے ساتھی نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ کہا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے قصہ بیان کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمہارا فیصلہ وہی ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اس کے منافق ساتھی نے اسے بھی تسلیم نہ کیا اور کہا ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا، اس نے کہا: ہم پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں۔ دونوں نے میرے حق میں فیصلہ صادر فرمایا ہے، مگر میرا ساتھی نہیں مانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے شخص سے پوچھا تو اس نے بھی واقعہ اسی طرح دہرایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر

داخل ہوئے اور تلوار لے کر باہر آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار انکار کرنے والے شخص کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ تب یہ آیت کریمہ ”فلا و ربک“ (النساء ۶۶) نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جسے نبی ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں، اس کا فیصلہ عمرؓ کی تلوار کرے گی“۔ پس معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فیصلہ سے اختلاف کفر ہے۔ (تفسیر روح المعانی، جلد ۵، ص ۶۷، مطبوعہ بیروت۔ الصارم المسلول ص ۸۰۔۹۷۔ تفسیر مظہری جلد ۲، ص ۱۵۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس نے اسلام کے بعد کفر کیا، قتل کیا جائے گا اور وہ مباح الدم ہوگا“۔ (سنن نسائی ج ۷، ص ۱۰۴)

حضرت علی ابن طالب سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو کسی نبی کو برا کہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ جو صحابہ کو برا کہے اسے کوڑے لگائے جائیں۔ (الصارم المسلول ۹۲: ۲۹۹)

رسول ﷺ کے روضے میں ستون وفود کے بارے میں روایت ہے کہ وہاں جب مختلف علاقوں سے وفد آتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے کہ کوئی گستاخی سے بات نہ کرے۔ حضرت نعیمین کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”جو شخص رسول کریم ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے“۔ (الصارم المسلول ص ۲۷)

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل

آپ ﷺ بدر سے مدینے لوٹے تو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بدر کے قیدیوں میں سے کسی اور کو قتل نہیں کیا گیا۔ البزار نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عقبہ پکارا: اے گروہ قریش! کیا بات ہے کہ مجھے باندھ کر قتل کیا جا رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے کفر اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء پردازی کی وجہ سے“۔ (الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۱)

بدر کے تمام قیدیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کے لیے امتیازی سلوک کے بارے میں علامہ ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں ”تمام قیدیوں میں سے ان دو کے قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اپنے قول و فعل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے تھے جو آیات نضر کے بارے میں نازل ہوئیں وہ معروف ہیں۔ اسی طرح عقبہ اپنی زبان اور ہاتھوں سے جو ایذا دیتا تھا وہ بھی معروف ہے۔ اس شخص نے مکہ میں رسول کریم ﷺ (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں) کا گلا اپنی چادر سے پورے زور سے دبایا۔ یہ آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے تو اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کا اوجھ لا کر رکھ دیا تھا۔ (الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۳)

عقبہ کے قتل پر آپ ﷺ کا اظہار اطمینان

تو بہت برا آدمی تھا۔ بخدا، میں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کرتے ہوئے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اس کے نبی ﷺ کو ایذا دیتا ہو۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے قتل کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی کیں“۔

(الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۳)

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جھوٹ منسوب کیا رسول ﷺ کی طرف۔ پس آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا فرمایا ”تم دونوں جاؤ اگر تم پاؤ اس کو تو قتل کر دو“۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جد جد جندعی یمن آیا، اسے عشق ہو گیا ان کی ایک عورت سے، پس اس نے کہا کہ رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی نوجوان عورت کو میرے حوالے کر دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے عہد کیا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ حرام کرتے ہیں زنا کو۔ پھر انہوں نے بھیجا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک شخص کو پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اور فرمایا ان سے ”جاؤ، تم اگر پاؤ اسے زندہ تو قتل کر دو اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ کے ذریعے جلا ڈالو“۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۲، ص ۸۷)

علامہ ابن تیمیہؒ اس واقعے کو نقل کرنے کے بعد آگے لکھتے ہیں ”جب وہ (حضرت علی) وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں جلا دیا۔ تب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے مجھ پر دانستہ جھوٹ بولا وہ اپنا گھر دوزخ میں تلاش کرے“۔

(الصارم المسلول ص ۲۳۱ اردو ترجمہ)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

علامہ ابن تیمیہؒ اس حدیث کی صحت کے بارے میں لکھتے ہیں ’’اس حدیث کی سند صحیح اور شروط الصحیحین کے مطابق ہے‘‘۔ ہمارے نزدیک اس میں کوئی علت نہیں۔ (الصارم المسلول ص ۲۳۲ اردو ترجمہ)

وہ گستاخِ رسول ﷺ ’’جن‘‘ قتل کردیا گیا

فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ، ابو نعیم نے ابن عباس سے دو دوسرے محدثین نے عبدالرحمن بن عوف اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابو قبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے۔ یہ جن کی آواز تھی۔ اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو۔ شہر سے بت پرستی مت چھوڑو۔ کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو، یہ آواز ’’مسعر‘‘ نامی جن کی تھی، بہت جلد اللہ اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن حضور ﷺ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج بہت بڑا جن ’’مسحج‘‘ نامی میرے پاس آکر مسلمان ہوا اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس نے مجھ سے ’’مسعر‘‘ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی، آج ’’مسعر‘‘ مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے۔ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے، جن کا مضمون یہ تھا ’’ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کردیا ہے کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بنایا اور رسول پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی کی، میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا ہے‘‘۔ (معجزات رسول ﷺ ص ۱۲۸۔۱۲۹، بیان الہند از مولانا احمد سعید دہلوی)

علامہ ابن تیمیہؒ یہ حدیث اس اضافت کے ساتھ نقل کرتے ہیں ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول ﷺ، اللہ اسے (مسحج جن کو) جزائے خیر دے۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۸ اردو ترجمہ)

☆☆..........☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

Hameed®
Bros
Jewellers
TRUSTABLE MARK

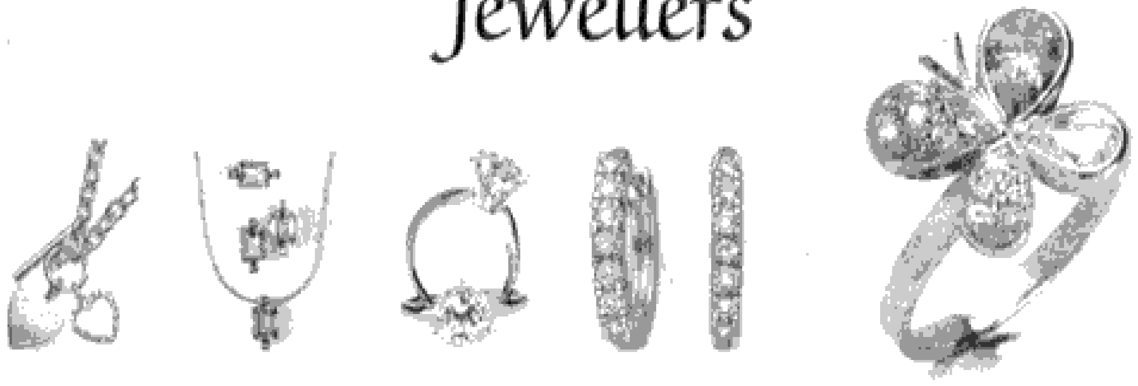

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone: 5675454, 5215551 Fax: (092-21) - 5671503

سید امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تاحشر میرے بعد، نبوت نہ آئے گی

فرما گئے یہ ختم نبوت کے تاجدارؐ
تا حشر میرے بعد، نبوت نہ آئے گی

قرآن وہ کتابِ ہدایت ہے جس کے بعد
بے شک کوئی کتابِ ہدایت نہ آئے گی

میں ہوں وہ جس پہ دین کی تکمیل ہوگئی
اب کوئی دین، کوئی شریعت نہ آئے گی

اصحابؓ ہیں جو میرے ستاروں کی مثل ہیں
اب ان سے بڑھ کے کوئی جماعت نہ آئے گی

امت مری ہے آخری امت جہان میں
کوئی نیا نبی، نئی امت نہ آئے گی

کذاب قادیاں نے مگر کردیا کمال
شاید اسے یقیں تھا قیامت نہ آئے گی

کاش اب بھی اس کے امتی توبہ کریں امین
کب تک انہیں حیا، انہیں غیرت نہ آئے گی

دیکھو گے بُرا حال محمد ﷺ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے بھی مہتاب پہ تھوکا

مایوس نہ ہوں ختم نبوت کے محافظ
نزدیک ہے انجام شہیدوں کے لہو کا

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

REGD. SS.160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقات جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ